Title - MAZAMEEN RAFI

Creator - Nawab Kalb Ali Khan Nawab.

Publisher - Taj Al Matabe (Rampur).

Date - 1301 H

Pages - 122

Subjects - Urdu Shayari - Dawaween.

خلق الانسان علمه البیان

الحمد لله که این نسخهٔ شاهدان معانی بدیع مسمی



بدار الریاست مصطفی آباد عرف رامپور حفظها الله عن المفاسد والشرور

در مطبع تاج المطابع حلیهٔ طبع پوشید

خلق الانسان علمه البیان

الحمد لله که این سرامدِ شاهدانِ معانی بدیع مسمی



بدار الریاست مصطفی آباد عرف رامپور حفظه الله عن المفاسد والشرور

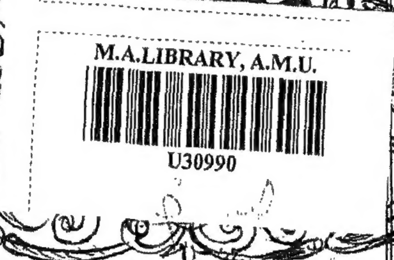
در مطبع تاج المطابع حلیهٔ طبع پوشید

۳۰۹۹۰



11 DEC 1963




M.A.LIBRARY, A.M.U.
U30990

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا کی حمد سی آغاز ہی دیوانِ پنجم کا
نہو دنیا مین کیونکر غلغلہ میری تکلم کا

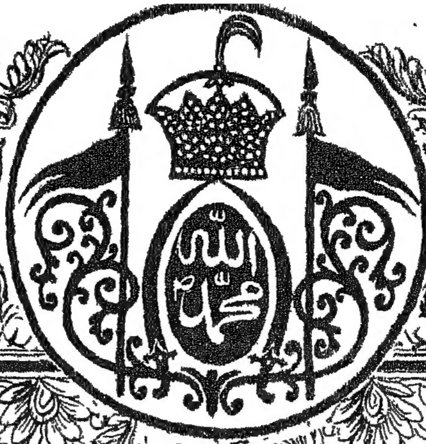
کچھ ایسا مست تھا ہرگز نہ سمجھا کیفِ وحدت مین
کہ دعوی حمد کا ہی ناپنا دریای قلزم کا

مگر موزون کرون کچھ نعت مین اوس ذاتِ اقدس کی
کہ جس سی ہو عطا مجکو لقب طوطی تکلم کا

CHECKED

محمد سرورِ کونین جسکی راہ کی ذری
دکھاتی ہین زمین سی نسبت تابش ماہ و انجم کا

مسیحا ہی قلم توصیف سی اوس شاہِ عیسیٰ کی
صریرِ کلک مین اعجاز پھر کیونکر نہو قُم کا



درود و رحمتِ حق آل اور اصحاب پر اونکے
دہانِ یار سی ہی سلسلہ جتنا تبسم کا

غزل اک عاشقانہ اور بھی نواب موزون کی
زمین و آسمان تک شور ہو جسکی ترنم کا

سوم کی ہو چکی مجلس پڑی ہی یہ مہم کا
بڑھاؤ سوگ کیون روتی ہو وقت آیا تبسم کا

او سینی ہای شرمندہ کیا اللہ کی آگی
بھروسا تھا ہمین مدت سی اپنی حبس تظلم کا

دمِ وصلت نہ گھبراہٹ سی نکلی بات بھی پوری
لبِ شیرین سی کیا کیا شور تھا اوس وقت قم قم کا

بگڑتی ہین جو تصویر اونکی سینی سی لگاتی ہین
فلاطونسی بھی مشکل ہی علاج ایسی توہم کا

رقیبونسی وہ ملتی ہین فلک کیا ہو گیا تجھکو
نہین ہی وقت یہ ظالم تری لطف و ترحم کا

سنا ہی حشر مین ہوگا یہ عالم درہم و برہم
خراباتی ہون مجھکو غم ہی اپنی شیشہ و خم کا





نہ آئی وہ کبھی بھولی سی بھی سینہ خانی تیر
کہ جان بخشی ہی شیوہ اوس مسیحا کی تکلم کا

ذرا تو رحم کرنا عاشقون پر سوچ ظالم
وگرنہ بگڑیگا نقشہ ابھی افلاک و انجم کا

جفا پر جسکی ای انجم اب لاکھون جانین فدا ہین
ستم ہوتا جو آتا اوسکو کچھ شیوہ ترحم کا

۳

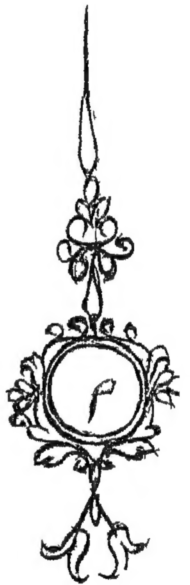
نواب وہ جو کعبی مین کل تک امام تھا
بیٹھا بغل مین ہاتہ مین آج اوسکی جام تھا

دیتی تھی غیر کو بھی الہی شب فراق
وصلت کی رات کا جو بھی انتقام تھا

حیرت کی جا نہین ہی مری گر ناگہان
اتنا تو دل مین سوچ یہ کسکا پیام تھا

کیون موت آئی ہائی شب غم ابتدا
وعدہ وصال کا تو پہالک صبح شام تھا

صد حیف اوسکو خاک کیا تونی ای فلک
جو دل کہ درد عشق بتان کا مقام تھا



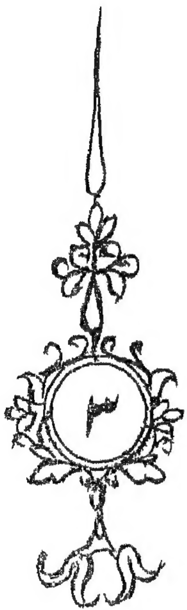


اوسدم آئی ہی قیامت کہ جب گھڑی | وہ خانۂ رقیب مین مست خرام تھا

جنبش تھی لب کو نزع مین اوس کی مگر
کلمی کی جا زبان پر اوسکا ہی نام تھا

۴

منہ دیکھتی ہین وہ آرسی کا | سوجھا مجھی وقت دل لگی کا
یارب وہ خیال مین نہ آئی | آیا ہو خیال گر کسی کا
چپ ہو گئی سنکی میری فریاد | ہی وقت یہی تو خامشی کا
ظاہر مین تو پیاری پیاری باتین | دل مین ہی مزہ ستمگری کا
میری ہی عدو کی ساتھ چلنا | مجھسی ہے سوال ہمرہی کا
جنت مین کہان ہی عیش جاوید | جھگڑا ہی وہان بھی زندگی کا





بکھری ہوئی زلف نی بتایا — رتبہ ہی بلند برہمی کا

گھبرا کی گئی وہ میری گھر سی — گھر ہو برباد بیکسی کا

دل لیکی وہ ہنس رہی ہین یون آپ

رونا ہی مجھی تو اس ہنسی کا

٥

سینی پر آکی ہاتہ نہین کوئی دہر گیا — اوٹھا جو دل مین درد تو پھر کیون ٹھہر گیا

اب وہ غرور بادِ صبا کا کدہر گیا — گیسو تو خیر اور بگڑکر سنور گیا

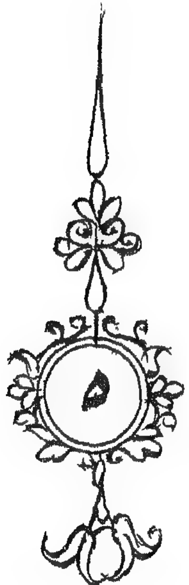
برباد گو جہان ہوا ایک آن مین — پر شکر ہی کہ نالہ تو تاثیر کر گیا

دلکی خبر ہی آج نہ کچہ جان کی خبر — شاید سو رقیب کوئی نامہ بر گیا

آیا نہ ایکدن بھی مری گھر وہ ہای ہای — مین جسکی جستجو مین رقیبونکی گھر گیا







آتا ہون بزم مین تو نہین پوچھتا کوئی
جاتا ہون جب تو پوچھتی ہین وہ کدھر گیا

تا حشر ہمکو ہجر مبارک رہی کہ آج
وعدی وصال کی وہ رقیبوں سی کر گیا

حسرت اوسی سی پوچھیی اوس نامراد کی
آغازِ عشق مین جو تری غم سی مر گیا

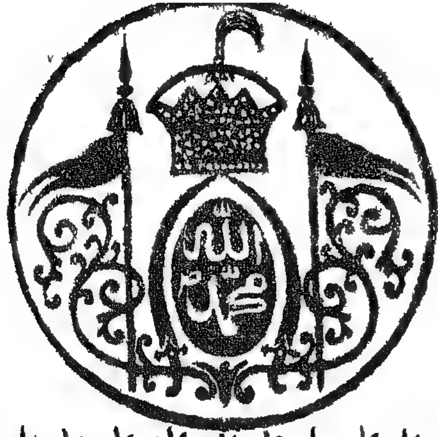
فکرِ شبِ فراق سی آیا نہ چین ہای
ہمکو تو روزِ وصل بھی غم مین گذر گیا

ہی اعتبار ابھی تو ہمین اوسکی عہد پر
پر کیا کرینگی گر وہ اداسی مکر گیا

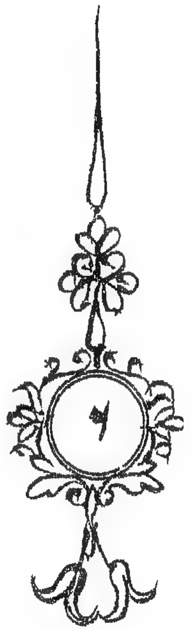
رشکِ رقیب نی وہ خبر لی کہ کھو گیا
محفل مین اوسکی مین جو کبھی بیخبر گیا

نواب اوس سی قتلِ جہانکی امید کیا
جو وقتِ وصل دلکی تڑپنی سی ڈر گیا

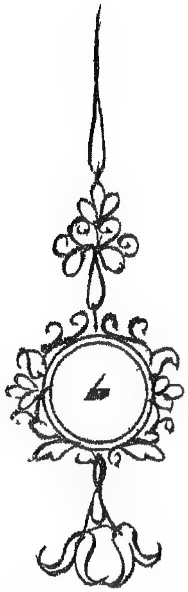
خلوت تھی اور خوفِ عدو بھی وہان نہ تھا



بوسی تو لیتی هم مگر اونکی دهان تها
یہ محوِ ذوقِ درد هوی هم کہ اب همین
کچہ یاد هی نہین هی کہان تہا کہان تہا
برقِ بلا گری بہی تو اوس باغ پر جہان
اک میری آشیان کی سوا آشیان تہا
محفل مین روتی دیکہکی مجکو تری سوا
وہ کون تہا بشر هی جو گرمِ فغان تہا
تم سمجهی بزمِ غیر مین نیند آگئی مجهی
تہی بیخودی وہ موت کی خوابِ گران تہا







محشر ہوا وصال مین ہونی سی صبح کی
گویا صدای صور تھی شورِ اذان تھا

کیا میری بعد مر گئی اغیار بھی کہ آج
نیزی پر اوسکی کوئی سرِ خونچکان تھا

چاہت سی غیر کی وہ مجھی آزماتی ہین
اس سی زیادہ اور کوئی امتحان تھا

یارب وصالِ خسرو و شیرین ہو جہان
اوس سرزمین پر کوئی کیا آسمان تھا

تھا محوِ سجدہ کعبی مین نواب تو جو آج



کمبخت کیا تری لیے وہ آستان تھا

دی عمر ابد اوسکو بہلا کیا یہ محل تھا
بسمل تو ترا ہاے طلبگارِ اجل تھا

جب خالقِ اکبر نے بنائی تھی تری شکل
ہنگامہ عجب چار طرف روزِ ازل تھا

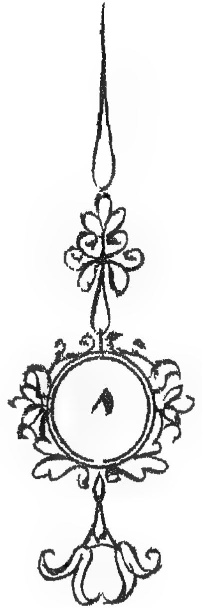
آئی ہین وہ ہمراہِ عدو بہرِ عیادت
پوچھو تو ذرا اون سے کہ یہ کوئی محل تھا

تھی ساتھ لگاوٹ کی رکاوٹ بھی شبِ وصل
تیوری مین کبھی اور کبھی زلف مین بل تھا

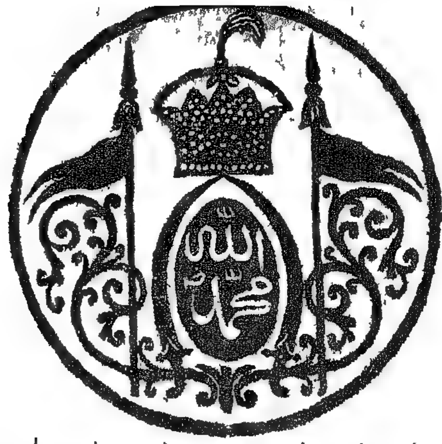
بوسونکی ہوس شوقِ ہم آغوشیِ محبوب
دیکھا تو شبِ وصل مین بھی طولِ امل تھا

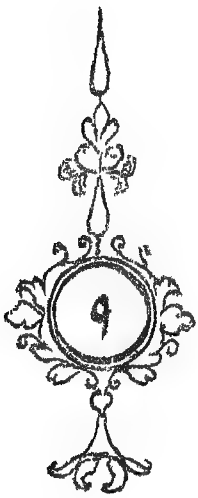
افسوس کہ پامال کیا تونے اوسیکو
جو دل کہ تری چاہنے والونمین مثل تھا

کیونکر کہون تھا دلکو مری پہلے کچھ آرام
جو آج مصیبت ہے یہی صد تو کل تھا



نشے سے مے ناب کی نواب رہائے





تھا مست تو مصحف بھی مگر زیر بغل تھا

٨

قاصد جو ہوا تھا مری تقدیر سے پیدا
دم بھر مین مٹا ہی تری تحریر سے پیدا

قتل اوسنی کیا مجکو تو بوسی کی ہوس سے
تعزیر ہوئی پھلی ہی تقصیر سے پیدا

آجای قیامت نہ کہین وقت سے پہلی
ہوتا ہی یہی نالہ شبگیر سے پیدا

جب ذبح وہ کرتا ہی تو احسنت کی آواز
ہو جاتی ہی ہر نعرۂ تکبیر سے پیدا

دیوانی کو اپنی جو وہ پہناتی ہین بیڑی
شیون کی صدا ہوتی ہی زنجیر سے پیدا

عقدی نہ کہلینگی مری تقدیر کی تا حشر
ہی صاف یہ اوس زلف گرہگیر سے پیدا

کیا سوچتی ہو طرز جفا تم کہ یہان تو
ہین لاکہ سزائین مری تقصیر سے پیدا

جلکر یہ دعا مانگی ہی کسنی کہ فلک پہ
آثار قیامت ہوی تاثیر سے پیدا



مُنہ خود وہ دکھائی تو خدا جانی ہو کیا شکل | سو فتنی ہین جس شوخ کی تصویر سی پیدا

تا حشر ترستی رہی نواب وفا کو
ہرگز نہوئی یہ کسی تدبیر سی پیدا

انجان بنکی ہمکو تو حیرت سی دیکھنا | آئین جو غیر اونکو محبت سی دیکھنا

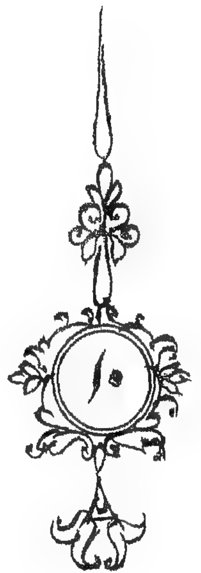
ہنسنا غضب وہ ناز و ادا سی شب وصال | مُنہ پھیر کر ستم وہ شرارت سی دیکھنا

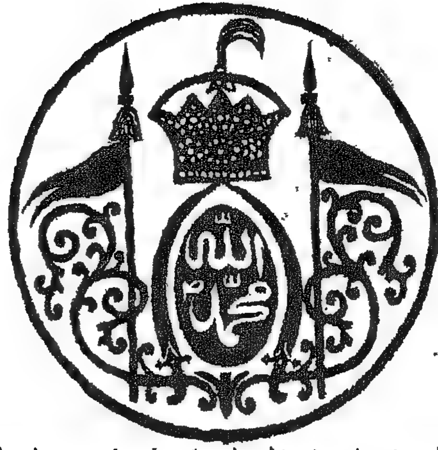
بزم عدو مین میری طرف دیکھنا ضرور | یون گر نہ دیکھو تو کسی حکمت سی دیکھنا

مرقد مین جا کے ہو گئی ہم جن کی جور سی | اب ہاتھ اوٹھاتی ہین وہ عدو آنکھ سی دیکھنا

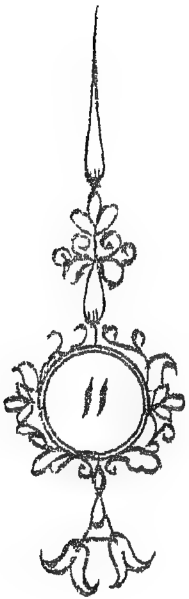
آئینہ دیکھکر نہو مغرور حُسن پر | بدلی گی شکل اور ہی صورت سی دیکھنا

ہین آون بزم مین تو جلانی کو غیر کی | گو جی نہ چاہی تو بھی شرارت سی دیکھنا





نواب مجکو یاد رہیگا تمام عمر
ترا دمِ اخیر وہ حسرت سی دیکھنا



۱۰

کسی نی میری شبِ ہجر کا جو نام لیا
تو گردشو نسی ملک نی فلک کو تھام لیا

ازل سی وصل رہا اور اب ہوئی فرقت
فلک نی سوچ کی مدت مین انتقام لیا

دمِ نصیحتِ ناصح مین جب سی ڈرتا تھا
وہی ہوا کہ تمھارا پھر اوسنی نام لیا

نصیب کھل گئی مستی کی اوٹھ گئی زاہد
جب اوسکی ہاتھ سی محفل مین مینی جام لیا

بلا سی مور دِ بیداد مین ہوں لیکن
مجھی خوشی ہی کہ اوس بت سی کچھ تو کام لیا

پھسل چلی تھی تجھی دیکھکر قضا کی قدم
ازل مین پر مری شاکِ حسد نی تھام لیا

مجھی یہ سوچ ہی نواب ہای کیا ہوگا



خدا نی حشر مین اوسکا کہین جو نام لیا

ظلم و بیداد شیوہ ہو جن کا ۔ وہ پیا پوچھین میری مُن کا

جسکو روزِ فراق کہتی ہین ۔ حشر بھی نام ہے اوسی دن کا

سب صفای بدن سے ظاہر ہی ۔ حال مجھ پہ تمہاری باطن کا

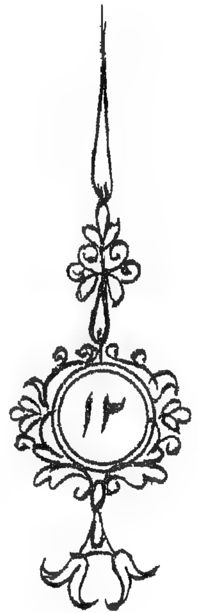
نام اونکا مٹے تو نام بھی ہو ۔ ہر گھڑی نام لیتی ہو جن کا

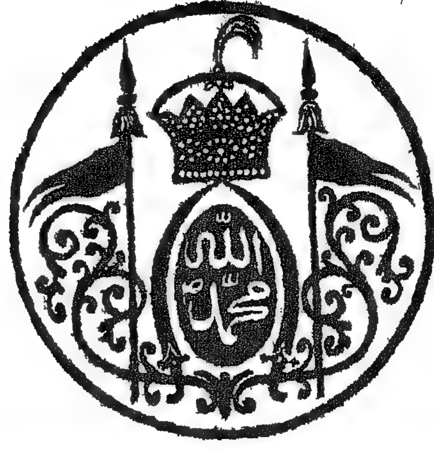
جورِ عشاق کی ہو فکر کچھ او ۔ روز مرنا تو شیوہ ہی ان کا

طپشِ دل سے ابتو ہو سو ہو یہان ۔ نھین آتا ہے نام ساکن کا

نہ کرو ناز نوجوانے پر ۔ ڈھونڈہ لائینگی ہم اسی سن کا

صاف دل ہونگی پہلی بھی نواب





اب تو شہرہ ہی سب اپنے باطن کا

۱۲

نہ اوسنی کسی اور بسمل کو دیکھا — جو دیکھا تو بس میری ہی دلکو دیکھا

خدا جانی کس یاس سی جان نکلی — کہ روتی ہوی مینی قاتل کو دیکھا

ہجوم بلا بھی نہ ایسا کہین ہو — عجب رنگ پر اوسکی محفل کو دیکھا

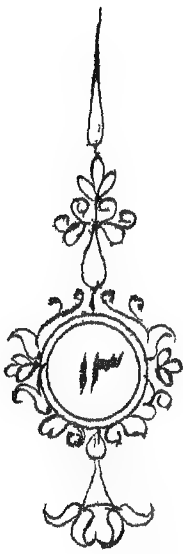
شب وصل کیون سینی پر ہاتھ رکھا — نہ پہلو مین تھا دل تو کیون دلکو دیکھا

تری دست نازک کو کیا کچھ کہی گی — اجل نی اگر تیری بسمل کو دیکھا

نتھی سر نوشت اپنی پڑہنی کی قابل — عبث ہمنی اوس نقش باطل کو دیکھا

وہ آئینہ دیکھین تو اتنا مین پوچھون — کہو کیونکر اپنے مقابل کو دیکھا

برِ غیر سے قبر پر کھینچ لایا — مری پر بھی اس جذب کامل کو دیکھا





خدا جانی نواب تہا یا عدو تہا

تری در پر آج ایک سائل کو دیکہا

۱۳

کہتی ہو تجہکو سوچ نہین کچہ مآل کا
سچ ہی یہی جواب ہی میری سوال کا

جو چاہو وہ کرو کہ جفای سپہر سی
اب حوصلہ نہین ہی کسی احتمال کا

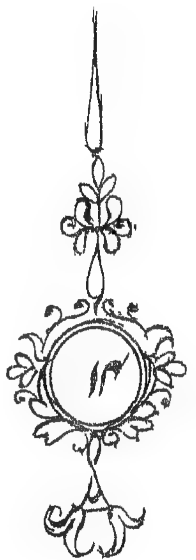
رہتا ہی مدتونسی دلِ سخت مین تری
مجہسی تو بڑہ کی تر ہی میری خیال کا

صبحِ شبِ وصالِ عدو بیخودی تو دیکہ
خود پوچہتا ہون تجہسی سبب انفعال کا

ہنگام لطف تہوڑی سی بخشش بہی ہی ضرور
تا ذائقہ نہ بہولون مین رنج و ملال کا

مشرک سمجہ نہ عشق بتان مین مجہی شفیق
بندہ ہون مین بہی ایک قد بیمثال کا

کسکا ہی زخم دل مین ذرا دیکہ چارہ گر
کمبخت تجہکو سوچ ہی کیون اندمال کا





دو ہی شسکایتون مین اوسی بت بنایا | قائل نہ کیون رقیب ہو میری کمال کا

بیچین ہو کی قصۂ نواب پر کہا
یہ تذکرہ تو ہے اوسی شوریدہ حال کا

۱۴

رشکِ دشمن سی جو قطعِ غمِ دلبر ہوگا | زہر تو فرقتِ جانان مین میسر ہوگا

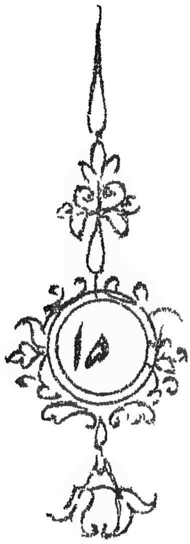
دشمنِ جان سہی اندیشۂ وصلت لیکن | یاسِ فرقت سی تو سو مرتبہ بہتر ہوگا

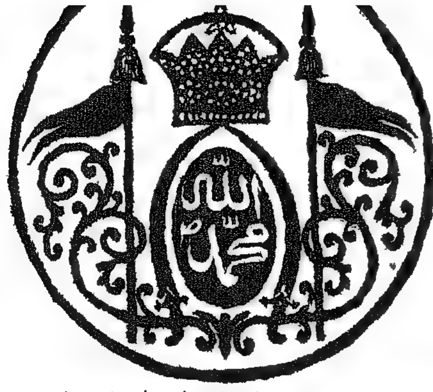
دلسی باہر بھی حیاسی جو نہ آیا ہو کبھی | ہمرہِ نعش وہ سر کھولی مقرر ہوگا

ان نصیبون مین تو جز ہجر نہین کچھ یارب | وصل کی واسطی کیا اور مقدر ہوگا

مر گیا مین تو مگر جیتی جی تجھپر مرنا | پھر بتا اب بھی نہ ظالم تجھی باور ہوگا

وصل کا دن جو یہی ہی تو نہین ہی کچھ غم | شورشِ دل سی بہت مرتبہ محشر ہوگا

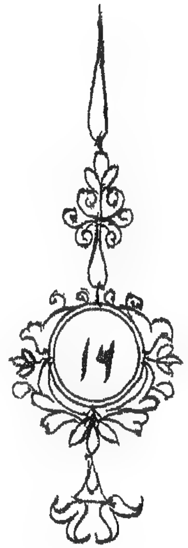




بکمینۂ قتلِ جہان سی نہ خجالت ہووے جسے
میری مرنی سی پشیمان وہ کبھو ہوگا

بدگمان سی پیِ تسکین نہ منگائی تصویر
گر سمجھتی کہ اوسی شکوہ ہمسر ہوگا

لطفِ تعزیر ہی تو جسم گئی جا نواب
آخر اس دھر مین کوئی تو ستمگر ہوگا



١٥

رحم آیا اونھین غضب ہوگا
نہوا تھا جو کچھ وہ اب ہوگا

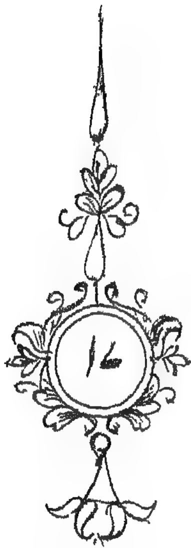
ہجر مین مرگ اس فری سنی آ
غیر بھی ورنہ جان بلب ہوگا

جب ڈراتا ہون حشر سی اونکو
ہنس کی کہتی ہین پھر وہ کب ہوگا

زندگی کی جو سو طرح تھی ہین
موت کا بھی تو کوئی ڈھب ہوگا

لطف تو غیر پر ہی ضد سی مری
رنج کا کونسا سبب ہوگا





ہجر مین چارہ جو کی کیا پروا
درد تو دل مین روز و شب ہوگا

عیش سوگند کہائیگا اوسکی
جسکو تیرا غم و تعب ہوگا

ہین جو یہ لذتین جدائی مین
وصل ہوگا تو کیا غضب ہوگا

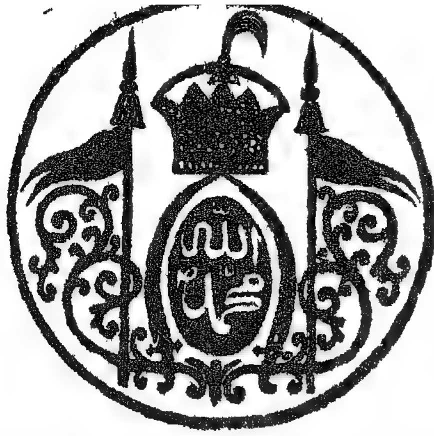
بوالہوس کہتی ہو جسی شاید
یہی نواب کا لقب ہوگا

ردیف بای موحدہ

کیا جانی کہان کرتی ہین وہ جلوہ گری اب
دیتی ہی نہین کوئی خبر بیخبری اب

گیسو سحر وصل بکہر کر ہوئی آفت
مشاطہ بنی تیری نسیم سحری اب

سنتا ہون کہ مانگی ہین فقیرون نے دعائین
یہ سچ ہی تو لی جلد خبر بی اثری اب



قاصد تو سبھی قتل ہوی تیغ ستم سی
کسکو یہ غرض ہی جو کری نامہ بری اب

کیون فکر ہی عشاق کی تمکو کوئی دم مین
یہ قافلہ ہوتا ہی یہانسی سفری اب

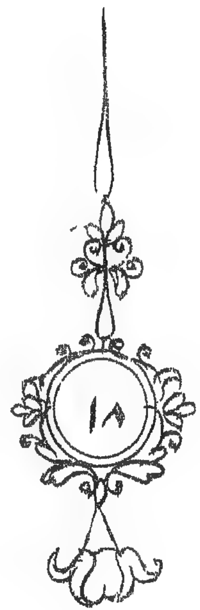
کل تک تو لرزتی تھی فلک خوف سی جنکی
کیا رنگ دکھاتی ہی مری نوحہ گری اب

پہلی تو بہت شہرۂ آفاق تھی ہم بھی
رسوای محبت ہین کہان ناموری اب

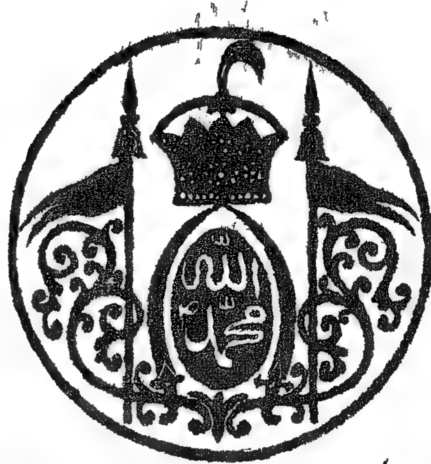
وہ آتی ہین قسمت سی مری بہر عیادت
لینی دی ذرا چین تو درد جگری اب

دنیا مین نہ سمجھی تھی مگر بعد فنا کی
دیکھی ہی عدم مین تری نازک کمری اب

نواب فسون پڑھتی ہو کیا خیر ہی سنبھلو
دیوانہ بناتا ہی کوئی رشک پری اب



ردیف بای فارسی



آئے ہیں جب منفعل ہو کر کسی ہمسر سے آپ
پھر مجھے کیوں دیکھتے ہیں اس تیور سے آپ

جذبِ دل ہوتا تو لاتا میرے ہی گھر کھینچ کھینچ
خود ہی گھبرا کر نکلجاتی ہیں اپنی گھر سے آپ

ہیں نہیں تو میری ہمسر سیکڑوں موجود ہیں
ہاتھ اوٹھائی بیٹھی ہیں کیوں اسی خنجر سے آپ

کون گردن پر اوٹھائی بارِ احسانِ ملک
ہم کہینگی حال اپنا داورِ محشر سے آپ

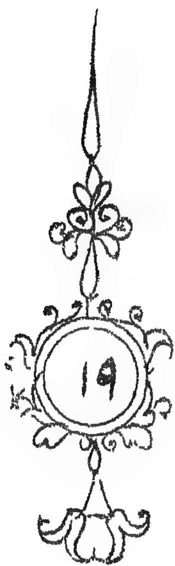
نعش دروازی پر آئی ہے کسیکی سیر ہے
ایکدم کی واسطی نکلیں تو اپنی گھر سے آپ

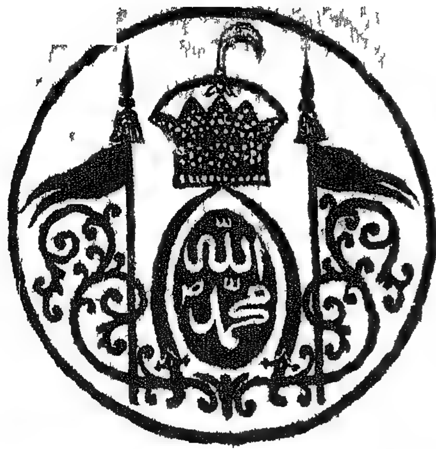
اوٹھ رہی ہیں دود شعلی حسرتوں کی بار بار
دور ہی بیٹھیں دمِ جنبش مری بستر سے آپ

اپنی قسمت کو بتائیں کیا کہ ہے یہ کیسی
پوچھیے یہ بھی ہماری شومیِ اختر سے آپ

ہمتو سمجھی تھی پیئیں گی میکدہ میں خم کی خم
تشنہ ہی گھبرا گئی بس ایک ہی ساغر سے آپ

گر نہیں نواب سی کوئی علاقہ ہے تو پھر





پوچھتی پھرتی ہین اوسکا نام کیون کثرت سے

ردیف تای قرشت

۱۸

غیر پھرتی ہین عبث روز تری کان بہت
ہم تو خود چاہ کی تجکو ہین پشیمان بہت

سو نگہ کر داغ کی بو دل کو برا کہتی ہو
ایسی ہی دلمین بھری ہوتی ہین ارمان بہت

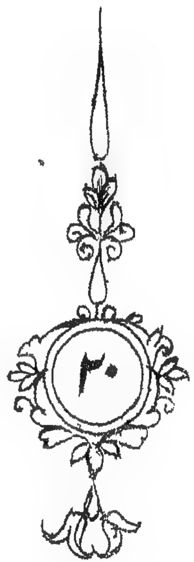
ہای کیون وعدہ لیا تھا کہ ہر اک محفل مین
دیکھکر مجکو وہ ہوتی ہین پشیمان بہت

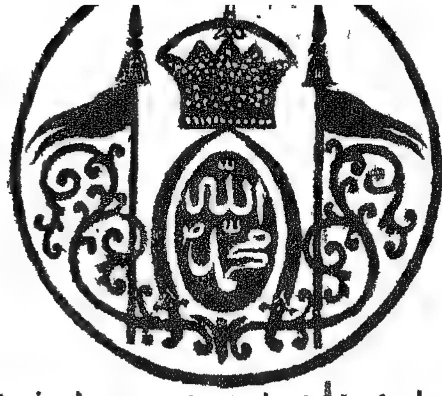
جانہ بت ہین نہوتا جو کسیکا جلوہ
کافر اس طرح نہو جاتی مسلمان بہت

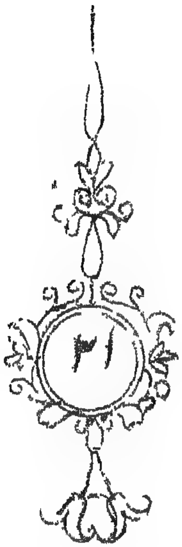
ناز ہی اونکو عبث کہہ ہی کی تصویر پر
انسی بھی بڑہ کی ہین دنیا مین انسان بہت

اب یہ سمجھی کہ نہین اس سی کوئی فن دشوار
پہلی ہم جانتی تھی عشق کو آسان بہت

ہمسی دانا تو زمانی مین نہین پر ہم
تیری ہی سامنی بن جاتی ہین نادان بہت







یاد رکھنا شب غم کی بھی مصیبت نواب
جب نظر آئیں کبھی وصل کی ساماں بہت

ردیف جیم عربی

۱۹

موت سی مجھسی تھی لڑائی آج
تجھسی کیون ہوگئی صفائی آج

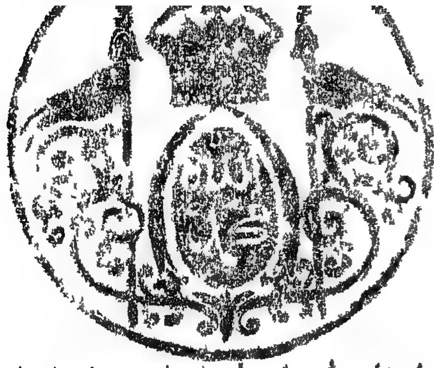
می و مینا ہی جام و ساقی ہی
کیون نہو میرگی خدائی آج

کل وہی پھر کدورتیں ہونگی
کیا ہوا گر ہوئی صفائی آج

جلد آجا اجل کہ غیرون سی
ٹھہرنی ہی قسمت آزمائی آج

کل بسر ہوگئی تھی مر مر کر
ہائی پھر ہی شب جدائی آج

آئینہ دیکھتی ہی لوٹ گئی
دیکھی شان کبریائی آج



بخت بد پر مری تکیہ ہے — غیر کرتا ہی رہنمائی آج

پاؤن مین میری لگی ہین مہندی — رنگ لائی ہے برہنہ پائی آج

کچھ اثر آگیا ہی آہون مین — شکوہ کرتی ہی نارسائی آج

مٹ گیا کیون مرا خط تقدیر — کسکی در پر تھی جبہہ سائی آج

فکر وحشت کی بھی تو کچھ کرلو — ہی جو مد نظر رہائی آج

وہ بھی ہے طالب دعا نواب

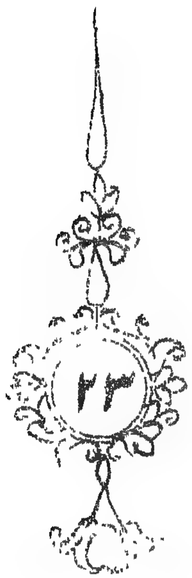
کام آئی ہے پارسائی آج

ردیف حا

دل ہی بہلا مین قتل کی دستور طرح — ۲۰ — تعزیر دینی سی ہون وہ معذور کس طرح







زلفین ہٹا دو چہرۂ پُر نور سی ذرا
دیکھین پھر آتی ہی شبِ دیجور کس طرح

مہلت تڑپنی سی نہین ملتی ہی ایکدم
بھرنی پر آئین پھر مری ناسور کس طرح

پیدا ہی جب کیا نہین نورِ وصال کو
یارب شبِ فراق ہو کافور کس طرح

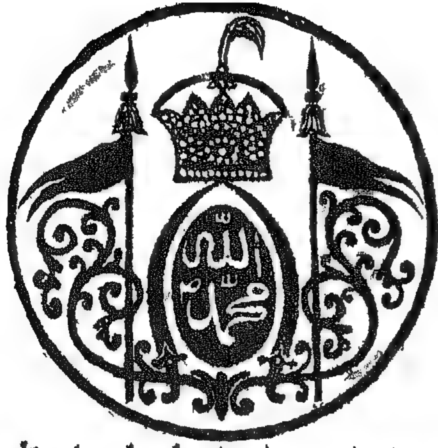
جب حسبِ مدعا نہ ملا ایک بت یہان
جنت مین پھر ملی گی بھلا حور کس طرح

ہنسنی سی ایکدم جسی فرصت نہو کبھی
آئین پھر اوسکو رونی کی دستور کس طرح

مجھسا شرابخوار ہی باقی جہان مین
نواب بابِ توبہ ہو معمور کس طرح

ردیف دال مہملہ

گئی ہی عرش برین تک مری فریاد ٢١ کہ قدسیونکی لبون پر ہی ہر گھڑی فریاد



مرا ہی ضبط ہی جو منہ سی اُف نہین کرتا
وگرنہ کرتی ہین فرقت کی شب بہی فریاد

تڑپ ہی جاوگی بس تھام کر کلیجی کو
جو نکلی منہ سی مری ناگہان کبہی فریاد

مری فغان مین کہان یہ اثر جو تڑپادی
سنی ہی تمنی مقرر رقیب کی فریاد

اثر تک آہ عدو کو جلو مین پہنچوگا
کری گی گر مری قسمت سی کچہ کبہی فریاد

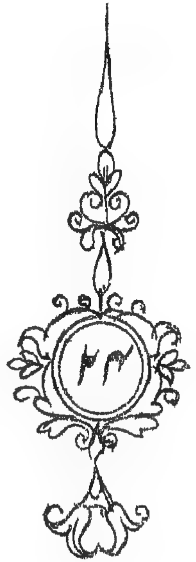
سناونگا مین خدا کو بہی کسی حسرت سی
جو روز حشر مجہی یاد کچہ رہی فریاد

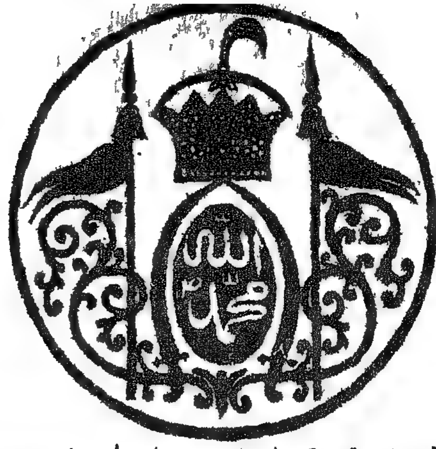
خدا کی واسطی خاموش ابتو ہو اید ل
کہ ہی زمین سی تا آسمان تری فریاد

ازل مین ہوگئی بیخود کسیکی جلوی سی
وگرنہ کرتی ہم اللہ سی جہی فریاد

یہان جو چاہو وہ کہلو مگر یہین حساب جانون
کہ پیش حق بہی کہو بس سنی سنی فریاد

بتائی غیر کی آواز ہمنشینون نی
جو دور سی کبہی اوسنی سنی مری فریاد





یہ روز وصل تو اسکی لیے نہین ثواب
شب فراق مین کمبخت کیون نہ کی فریاد

مدت مین جو بھول کر کیا یاد ۲۲ لی لی مری دل سی تمنی کیا یاد

بھولی ہو جو سب کچھ اسگھڑی تم آتی ہی نہی کوئی ادا یاد

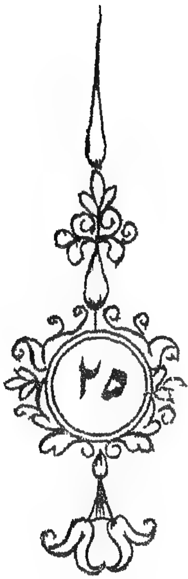
ہنگام وصال صدمہ ہجر کہتا مگر ایک بھی تھا یاد

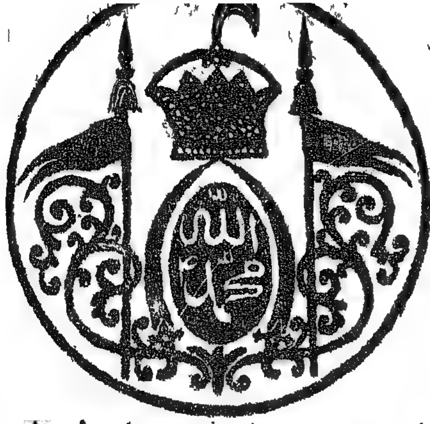
بن ٹھن کی وہ آتی ہین تو مجھکو آتا ہی اوسگھڑی خدا یاد

اس مین بھی کمی ہو تو ستم ہی مدت مین تو آئی ہی جفا یاد

شرماتی ہین دیکھکر وہ ہمکو کیا جانیے آگیا ہی کیا یاد

تھوڑی ہی دنونکی لطف ظالم آئیگی بہت مری وفا یاد



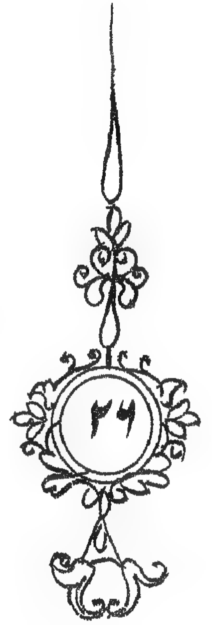


اتنا بھی نہ بھولنا کہ ہمکو | آجای کوئی ترے سوا یاد

میری بھی ہی ذہن مین وہ نواب
ہی چرخ کہن کو جو بلا یاد

ردیف رای مہملہ

جب دلکو ہوتی ہی نظر اوسکی وصال پر | ۲۳ | ہنستا ہون آپ اپنی خیال محال پر
ابروی یار پر نہین گیسوی مشکفام | | دو ٹکڑی ہین سحاب کی گویا ہلال پر
آتا نہین جواب تو پھر اس سی فائدہ | | دیتی ہو گالیان مجھی کیون سوال پر
نوکِ مژہ نہ چھیڑ کہ بعد ایک عمر کی | | آئی ہین زخم دل کی ذرا اندمال پر
شرمندگی ہی غیر سی ملنی کی واہ واہ | | قربان لاکھ جان سی اس انفعال پر





کیا جانی کیفِ می مین کسی دیکھتی ہین ہم — زاہد تجھی نظر ہی حرام و حلال پر

محشر ہوا تو آہ سے بدنام کون ہو — الزام رکھدین یہ بھی اوسی ہٹ کی چال پر

وصلت وہان ہی غیر سی شرمندگی کہان — رحم آئی کاش اونکو مری انفعال پر

عاشق تو اوسکی ہم بھی کسیکا قصور کیا — عالم کو اوسنی قتل کیا احتمال پر

ظفر اب اس آہِ دمادم سی فائدہ

دل دیتی وقت کیون نہ نظر کی مآل پر

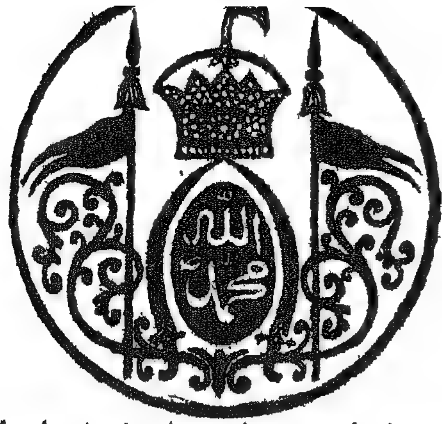


۲۴

اے خدا کیا مین کرون بختِ سکندر لیکر — مجکو دیدی مری دشمن سی مقدر لیکر

لطفِ مستی اوسی بدمست سے پوچھی کوئی — جسنی می پی ہو تری ہاتہ سی ساغر لیکر

صدقی کیونکر نہون سو جان سی اس مرنی پر — آئی ہین ناز سی وہ قتل کو خنجر لیکر



بادہ نوشی سی ہی انکار بہت زاہد کو
سیر ہی ایسی مین آجای وہ ساغر لیکر

مجکو کیا خوف قیامت کہ مٹا ڈالا ہے
چشم فتان نی تری فتنۂ محشر لیکر

حسرتین جسمین ہین آفت کی بلا کی ارمان
ایسی دلکو تو وہ خوش ہونگی نشتر لیکر

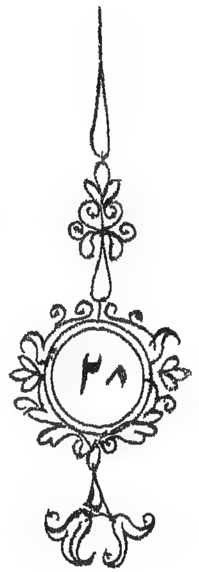
ہای ری شوق شہادت کہ گواہی کی لیی
آپ آیا ہون تری سامنی محضر لیکر

کسکی وحشت کی تری کوچی مین ہی دہوم کہ آج
مرد وزن دوڑی چلی آتی ہین پتھر لیکر

قتل پہلی ہی کیا شوق شہادت نی مجھی
آپ اب آی ہین کیون ناز سی خنجر لیکر

کل تو مایوس پھری تھی تری در سی تو اب
آج پھر آتی ہین شکوونکی وہ دفتر لیکر

دی نزاکت نی الہی اونھین رخصت کیونکر
۲۵
مجکو حیرت ہی ہوئی وصل کی صورت کیونکر





خون چھپنا تو ہی آسان نہین تجھ پہ مشکل
پر بتاؤ تو چھپی گی مری تربت کیونکر

بی بلای کوئی آتا ہی کسیکی گھر مین
ہو سکی تجھسی یہ جرات شب فرقت کیونکر

جسکو آغوش تصور مین بھی آنا ہو گران
مانع وصل نہو اوسکو نزاکت کیونکر

ضعف سی ہجر مین ہی سانس بھی لینا دشوار
لب تک آئی گی بھلا دیسی شکایت کیونکر

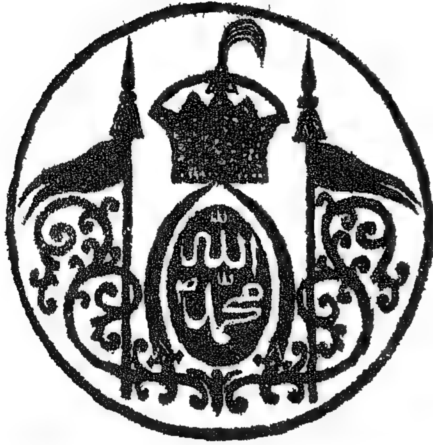
تم چلو تو سہی اٹھیلیون سی چار قدم
دیکھون پھر آتی ہی دنیا مین قیامت کیونکر

وصل کا دن نہین جو عیش مین کٹ جائیگا
شب فرقت مین نہ آئیگی مصیبت کیونکر

ظالمون سی تو حذر کرتی ہی خلقت یارب
ایسی بیرحم سی دلکو ہوئی الفت کیونکر

ہچکیان آنیسی دم کو نہین فرصت اکدم
مرتی دم کرتی ہین اللہ وصیت کیونکر

ہمتو اک جلوۂ رخسار سی بیہوش ہوی
راتدن دیکھتی ہین غیر وہ صورت کیونکر



دل نہ پہنستا تری گیسو مین یہ ممکن ہی تہا
میری پہلو مین بہلا رہتی یہ آفت کیونکر

ہجر کا دن تو کٹا رنج و الم مین جون تون
اب بسر ہوتی ہی دیکہین شب فرقت کیونکر

وہ تو کہتی ہین کہ عاشق ہی نہین تو نواب
اب یہ فرماوین کرین اونسی شکایت کیونکر

۲۶

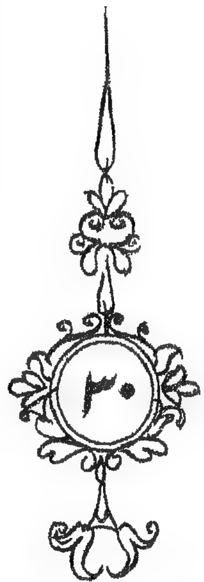
رکہا ہی وصل اوسنی جو یوم النشور پر
کیونکر فدا ہون دلسی نہ آوازِ صور پر

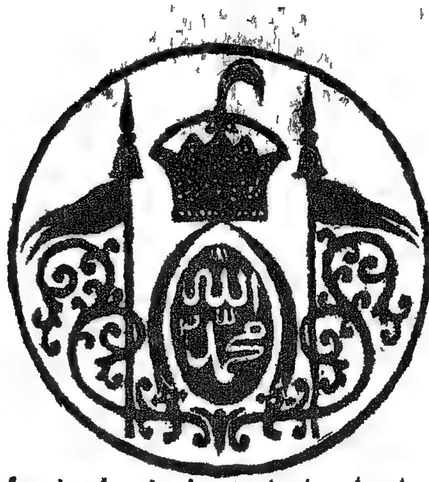
آئی جو اوسکی گیسوی مشکین کی سامنی
بجلی گری غضب کی وہین کوہ طور پر

جب سی اوٹہا دی لنی ہین تعزیر کی مزی
کیا کیا ہین نازشین مجہی اپنی قصور پر

محضر بنا ہی خط مری قاصد کی قتل کا
افشان ہی ساری خون کی بین السطور پر

میکش ہون واعظو یہ نہوگا کہ حشر تک
بیٹہا رہون امیدِ شرابِ طہور پر





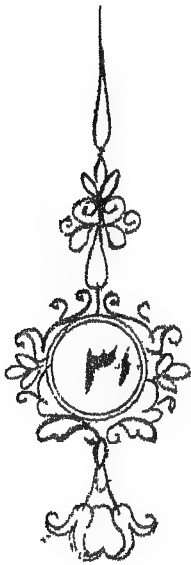
دم بھر کی رنجِ ہجر سی اغیار مٹ گئی — اڑ اتی تھی وصال مین کیا کیا سرور

لکھتا ہی نامہ غیر کبوتر تو کیا کرم — عنقا بھی ہو تو کاٹین گی اوسکی ضرور پر

خود داریونکی لذتین کیا جانی وہ بھلا — ہو ناز جس کو اپنی دلِ ناصبور پر

نواب جن کی زیست تھی روزی نماز سے

سینی سنا کہ مرتی ہین وہ ایک حور پر

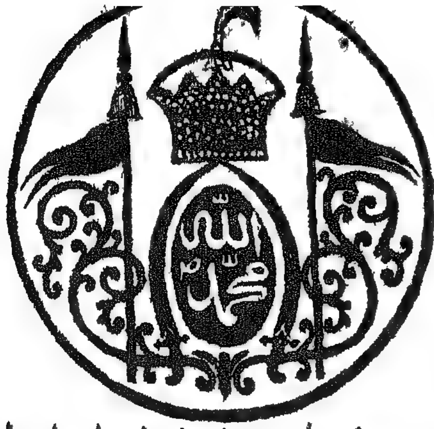


ردیف زای معجمہ

ملتی ہین مجکو تو بی جرم سزائین ہر روز — گنتی ہو دلمین عبث میری خطائین ہر روز

اتنی ہی لطف شبِ وصل ہین تو ہو تسکین — ہجر مین جتنی اوٹھائی ہین جفائین ہر روز

بی حساب اونکی ادائین ہین تو ای چرخ کہین — بیشمار آئین زمانی مین بلائین ہر روز



لائق جور بھی ہم تو نہون اللہ اللہ — اور اداؤن کی فری غیر اڑائین ہر روز

حیف اوسی ہاتھ سی سر پیٹیون شب فرقت مین — جسسی لی ہون تری چھری کی بلائین ہر روز

جو فرشتی کی بھی آنیکو گوارا نکرین — چاہتا ہون کہ وہ خود مجکو بلائین ہر روز

تیری کوچی مین خدا جانی ہی نواب کہ غیر
سنتی ہین پر وہین شیونکی صدائین ہر روز

ردیف سین مہملہ

۲۸

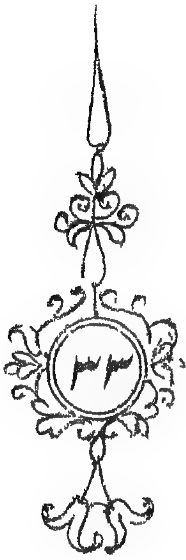
شکل امید آئی کیونکر اوسکی در کی آس پاس — یاس رہتی ہو ہمیشہ جسکی گھر کی آس پاس

ایک زخم دل ہی کیا روتا ہی تو ای چارہ گر — سیکڑون ناسور ہین میری جگر کی آس پاس

اس تمنا مین کہ دیکھی اونسی دو باتین مری — پھر رہا ہون مدتون سی نامہ بر کی آس پاس







ایک بھی جاتی نہین اوس تک جو نکلی کوئی کام
سب دعائین پھرتی رہتی ہین اثر کی آس پاس

گر لحد بنجایگی میری تو کیا ہوجایگا
سیکڑون مرقد ہین تیری رہگذر کی آس پاس

شوق لیجاتا ہی اوس محفل مین مجکو ہر گھڑی
ہوتی ہین جسدم رقیب اوس فتنہ گر کی آس پاس

بھول کر لیجای ای نواب شاید اوسکی گھر
رہتی ہین اس آس پر ہم راہبر کی آس پاس

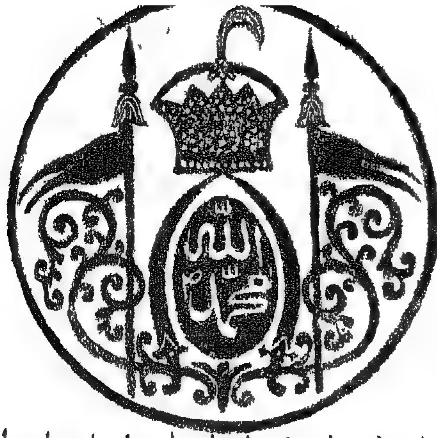
ردیف فا

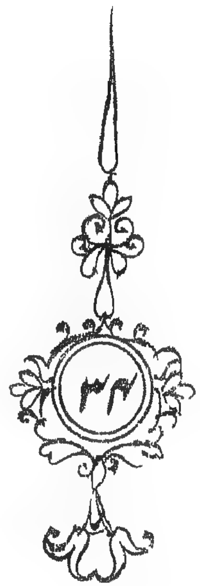
۲۹

ٹھوکرین کہاتی ہین درپہ جسکی سائل ہر طرف
ڈہونڈہتا پھرتا ہی کیون اوسکو مرادل ہر طرف

ساری دنیا سی قرابت ہی الہی کیا کرون
بسمل تیغ جفا ہین اور قاتل ہر طرف

خط مرا دینا اوسی قاتل کو تو ای نامہ بر
جسکی درپر لوٹتی پھرتی ہین بسمل ہر طرف





بسملانہ ہم تڑپ کر سجدی کرتی چار سو — کاش ہوتا کعبی مین بھی کوئی قاتل ہر طرف

یاد اوسکی تیری دلمین ہی تو ہی گویا وہی — کھیلی تو دوڑتا پھرتا ہی غافل ہر طرف

حرف ہی رشک عدو پر جا گری گر تو کبھی — ہون حسینان جہان تیری مقابل ہر طرف

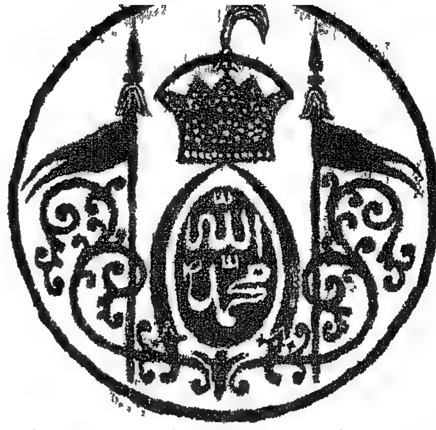
بوالہوس نواب سا دنیا مین دیکھا ہی نہین — چاہتا ہی جو کہین حورونکی محفل ہر طرف

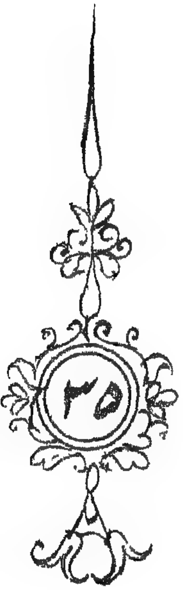
ردیف قاف

کیون نہو رشک جو دیکھی تمہی اکثر عاشق — ٣١ — سوچ تو دل مین خدا ہی یہ ہمین عاشق

پہلی عنقا تھی یہ معشوق وفادار کی طرح — تم سلامت رہو اب ہوگئی گھر گھر عاشق

رو کی جب ہنسی کہی اپنی مصیبت اونسی — ہنسکی کہنی لگی پھر کیون ہوئی ہمین عاشق





یہ بدلنی کی نہیں چیز جو بدلی کوئی
ہای لیجائیں کہاں اپنی مقدر عاشق

قتل کرنیمین کمی تم تو نہیں کرتی ہو
قدرت حق ہی کہ ہو جاتی ہین جانبر عاشق

کوئی معشوق نہیں عشق کی قابل یارب
اور جو چاہی انہیں دیتی ہی پر عاشق

دلبری کی بھی تو شیوی تمہیں معلوم نہین
تم یہ کیا جانو کہ ہو جاتی ہین کیونکر عاشق

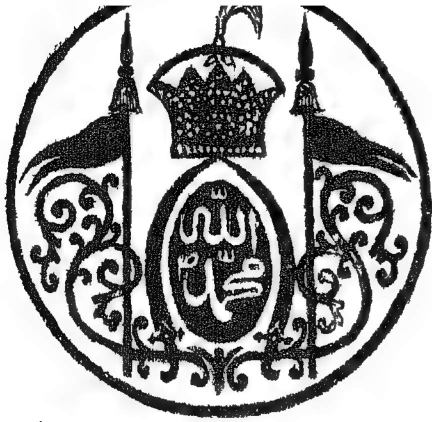
رنج دینی کی لیی میری مری اعدا اسی
اور تو کچھ نہ بنا ہو گئی انپہ عاشق

ابکی اللہ بچایا ہی ہمین تو پھر نواب
مر بھی جائینگی تو ہونگی نہ کسی پر عاشق

ردیف کاف عربی

۳۱

...سی جی اٹھتا نہ غرفی کی چلمن تک
بھلا آئی وہ کیونکر گھر سی اپنی میری مدفن تک



دم بسمل نشاط عید سمجھون اوس تڑپنی کو
جو پہنچی خون کا قطرہ کوئی قاتل کی دامن تک

نہ آیا رحم اوس دم بھی کسی کافر ستمگر کو
تاسف کر رہی تھی حال پر جب میری دشمن تک

تغافل سی کسیکی آرزو ہی خاک ہونی کی
کبھی ای قبر سوزان تو ہی آ میری نشیمن تک

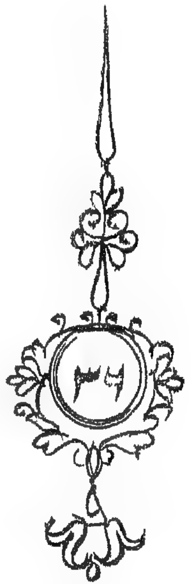
ہدف تیر بلا کا ہو وہی انصاف کر ظالم
نہ جسکی جسم نازک مین چبھی نوک سوزن تک

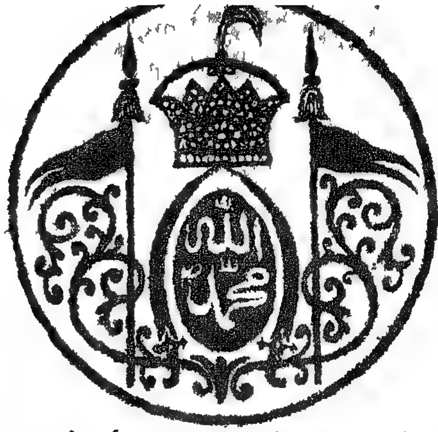
کھلا رکھی وہ شوخ بدگمان کسطرح دروازہ
کہین دیوار مین باقی نرکھا جسنی روزن تک

مریض ہجر ای نواب کیونکر تجکو ہم سمجھین
نہین آتی تری گھر سی کبھی آواز شیون تک

ردیف لام

جو تھا پہلو مین وہ تو چھین لیگیا دل ۳۲ مصیبت کی لیئی ڈھونڈھون نیا دل





اسی تم اپنی زلفون مین چہپالو — غضب ہوگا جو پہلو مین رہا دل

بہت ہی ناز صانع نی کیا تھا — ازل مین جب بنایا تھا مرا دل

زمانی کی بلائین آئین لیکن — نہو یارب کسی پر مبتلا دل

ابھی ہم ڈہونڈہ لائینگی کہین سی — محل کر آپ مانگین تو ذرا دل

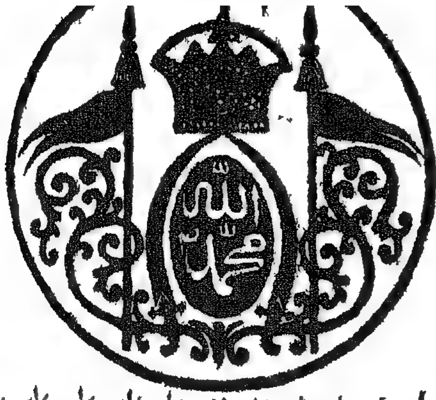
مجھی کو منع کرنا بیدلی سی — مجھی سی چھین لینا پھر مرا دل

عدم مین کیا قیامت ہوگی یا رب — رہا سینی مین گر بعد فنا دل

مگر جاؤ وہان بھی تو مین جانون — جو مانگون پیش حق روز جزا دل

یہ کون آیا مری ماتم مین نواب
کہ تھامی بیٹھی ہین اہل عزا دل





ردیف میم

۳۳

شبِ وصال جو بس مین ہمارے آؤ تم | تمہین سی پوچھتی ہین کیا کرین بتاؤ تم

وفور یاس سی امید کوئی دل مین نہین | اسی سی حال مرادلمین جا بجاؤ تم

شبِ فراق مین کیونکر چھپی مرا مرنا | یہ وصل غیر نہین ہی جسی چھپاؤ تم

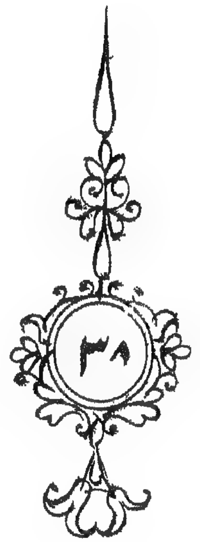
ذرا سی آہ سی جسکی فلک لرزتا ہو | غضب ہو گر اوسی ایسی طرح رلاؤ تم

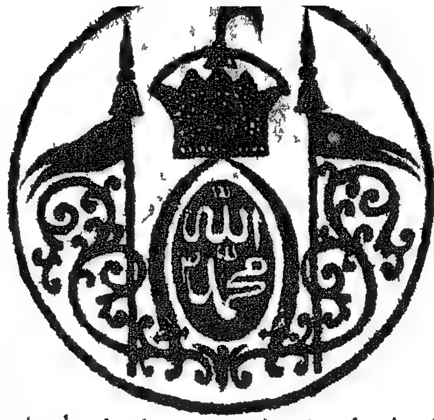
تڑپ کی جان ابھی دیتا ہون کیسی لذت سی | برای قتل ذرا ہاتھ تو اوٹھاؤ تم

ثبوت عشق تو ہو جای گا کبھی مجکو | بلا سی غیر ہی کی واسطی ستاؤ تم

فلک کو حوصلہ باقی رہی نہ چالونکا | خرام ناز سی میری یہان جو آؤ تم

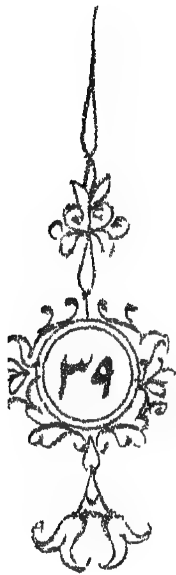
وصالِ غیر سی انکار مین نہ مانونگا | بگڑ کی کیسی ہی فقری اگر بناؤ تم

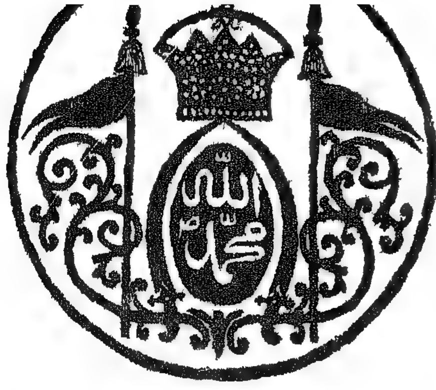




نہیں ہی بس مین وہ اوس پہ نخوت اے نواب
ستم ہی ہو جو اوسی اپنی بس مین لاؤ تم

	۳۴	
یہ بھی ہوگا کہ خجل ہونگی کچہ اغیار سی ہم		خوف کرتی ہین عبث عشق کی اظہار سی ہم
بیچو اسی ہی کچہ اسدرجہ کہ صبح شب ہجر		شکوی کرنیکی لیی آی ہین اغیار سی ہم
جس سی تم خوش ہو بتاؤ کہ تسلی کی لیی		دل لگا لین شب غم مین اوسی آزار سی ہم
کونسا ہی وہ گنہ قتل ہی جسکی تعزیر		پوچھتی پھرتی ہین ایک گنہگار سی ہم
تمتو نادان ہو کیا جانو ستم ہی کیا چیز		خیر اب جاکی ملین گی کسی ہشیار سی ہم
نالہ و گریہ و فریاد و حکایات وصال		دلکو بہلاتی ہین غم مین انھین دو چار سی ہم
نام اعدا یہ نھین ہی کہ جسی کوئی لی		بوسہ دیدو تو ابھی لیتی ہین کس پیار سی ہم





نئی آزار ہین ہر لحظہ تجھی ای نواب
باز آئی تری ہر وقت کی تیماری سے ہم

ردیف نون

۳۵

رکہتی ہو کچہ نہین ہم ان مین دلبری کی فن مین
دیکہو تو کتنی دل ہین گیسو کی ہر شکن مین

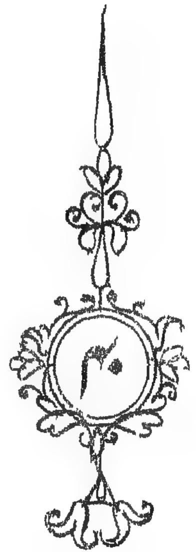
بو ہی وہ بہینی بہینی پوشاک مین تمہاری
خوشبو نہوگی ایسی ہرگز کسی دلہن مین

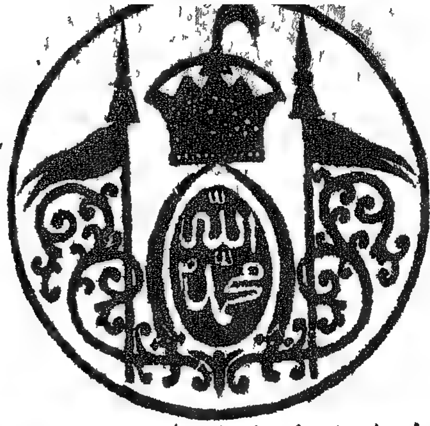
کوئی گواہ میرا محشر مین گو نہین ہی
کچہ خون کی تو بو ہی یارب مری کفن مین

حالِ تبِ جدائی معلوم کچہ نہین پر
اک آگ سی لگی ہی ہر وقت تن بدن مین

دل دینی کو وہ میری لائی خیال مین کیا
یوسف سی ڈوبی لاکہون جسکی چہ ذقن مین

غربت مین کہا ٹہکانا اوسکی مصیبتون کا
جسنی نہ چین پایا دم بہر کبہی وطن مین



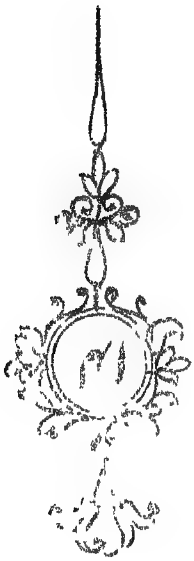


انکارِ وصلِ دشمن اب کچھ سمجھ کی کرنا — چالاک ہو گئی ہین ہم بھی ہر ایک فن مین

وحشت بھی رہیگی عالم بھی رہیگا — جبتک رہینگی باقی کچھ تار پیرہن مین

غم کی مصیبتون سی دل تنگ ہو کر اغم — تنگی ہماری دل کی آئی تری دہن مین

نواب پیشِ اعدا ذلت ہوئی ہی کیا کیا — جاتا ہی بی حمیت پھر تو اوس انجمن مین

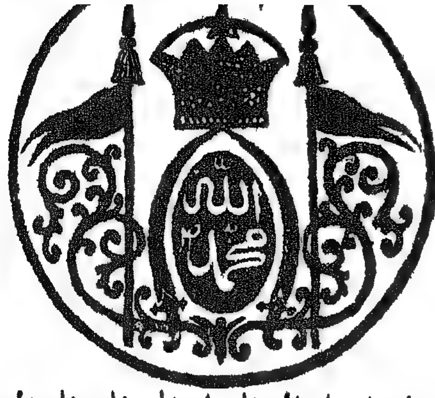


غیر تو مدت سی عشاق بتان کہنی کو ہین — آج ہم بھی کچھ برای امتحان کہنی کو ہین ۳۶

ای فلک ہشیار ہو جا تو کہ بیتابی سی ہم — فرقتِ جانان مین جلکر الامان کہنی کو ہین

اوڑہی کافر ہی کوئی جو ستاتا ہی ہمین — ساری دنیا مین یہ جورِ آسمان کہنی کو ہین

آئی وہ اس ناز سی میری جنازی پر کہ ہای — سب نمازی ہو لگی تکبیر اذان کہنی کو ہین



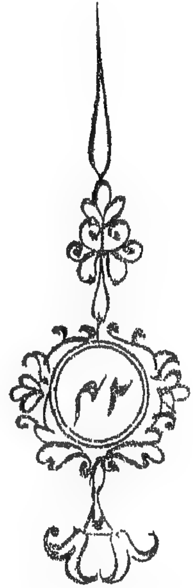
دور رکھ محفل سی اونکی غیر کو یارب کہ آج
حال میرا اونسی میری رازداں کہنی کو ہین

خانۂ اغیار کو پہونکا نہ جہوٹون اکدن
سچ تو یہ ہی نالۂ آتش فشاں کہنی کو ہین

روز رہتی ہین وہ آغوش تصور مین یہان
ہین وہان جتنی محافظ پاسباں کہنی کو ہین

جب کہا دو باتین عاشق کی بھی سن لو تو کہا
کیسی دو باتین کہ وہ تو داستاں کہنی کو ہین

بات بھی نکلی نہ اوسکی روبرو شکوہ تو کیا
حضرتِ نواب بھی معجز بیاں کہنی کو ہین

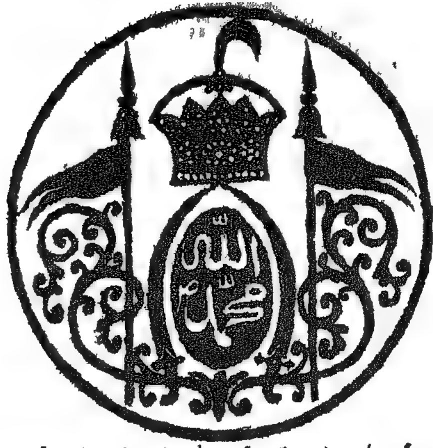


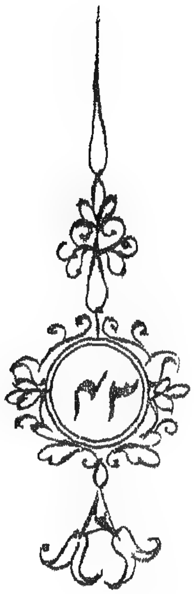
۳۷

دیکھکر تجکو عدو کا رنگ تک زائل نہین
تو اوسی کو چاہتا ہی جو کسی قابل نہین

کہتی ہو تیری عزا مین کوئی بھی شامل نہین
مجلس غم ہی یہ صاحب عیش کی محفل نہین

جان دی مینی تڑپ کر ابتدای عشق مین
مرنیوالون کو وصال و ہجر کچہ مشکل نہین





مرتی دم تک بھی نہ چھوڑا اپنی جس نے خنجر کو ہی
اب ہی تنہا آس پاس اوسکی کوئی بسمل نہین

جب یہ کہتا ہون کہ دل قربان اس انداز کے
کہتی ہین کس ناز سی پہلو مین تیری دل نہین

اور ہی انداز تو مجھکو دکھایا کرتے ہین
مثل دشمن چشم و ابرو پر تیری مائل نہین

جان و دل تک صدقے کر نواب ہر اک پر
کوچہ جانان ہی یہ کچھ کعبے کی منزل نہین

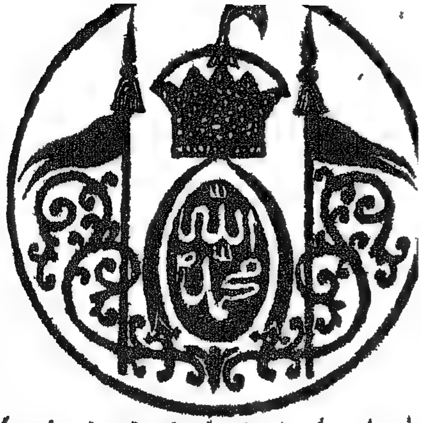
۳۸

نہ خوف مرگ نہ فکر مآل کرتی ہین
تمہاری چاہنی والی کمال کرتی ہین

جسی ادا و نسی وہ پامال کرتی ہین
اوسی سی روز نئی ایک چال کرتی ہین

ملی جواب بھی جس کا سوال ایسا ہو
تمہین بتاؤ تمہین سے سوال کرتی ہین

عجب ادا سی وہ منہ پھیر لیتی ہین ہنسکر
جو اونسی روکی سوال وصال کرتی ہین



دکھاؤ نگا نہ کبھی شکل سی تری تصویر
فرشتی گور مین ناحق سوال کرتی ہین

وہ راہ و رسم بڑہا ئینگی اور بھی ضد سی
عبث رقیب سی ہم بھی ملال کرتی ہین

ستم فلک کی بھی طینت مین ہین بہت لیکن
تمہین پر اب تو فقط احتمال کرتی ہین

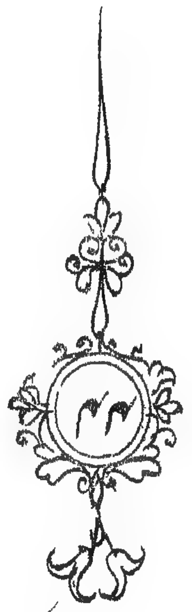
دعائین ہوتی ہین اغیار کی تو جینی کی
ہماری نیمین بھی قیل و قال کرتی ہین

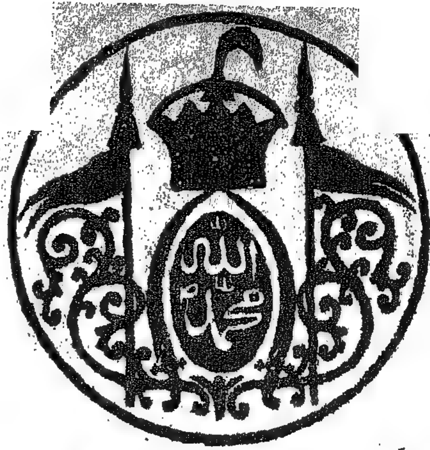
رقیب کی بھی وہین فکر ہوتی ہی نواب
جو بھول کر بھی ہم اونکا خیال کرتی ہین

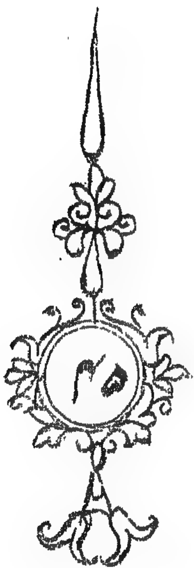
آغوش حور مین جو تری جستجو کرین
۳۹ کیونکر غم فراق کی وہ لوگ خو کرین

انصاف کی جگہ ہی ذرا سوچ تو فلک
کب تک شب وصال کی ہم آرزو کرین

تدبیرین سو ہین جال سنا دینی کی تنگ
دل ہی نہو جو بس مین تو کیا گفتگو کرین







کوثر کی پانی سی بھی مٹین گی نہ داغِ دل
گر کوئی رنگ ہو تو اوسی شست و شو کرین

گو ہون بشر مگر نہ کبھی دل مین و لانگا
وہ رشکِ فتنہ خیز کہ جسکو عدو کرین

سب رونگٹی بدن کی ہنین غنچہ جوبن
جب چارہ ساز جیب کو یارب رفو کرین

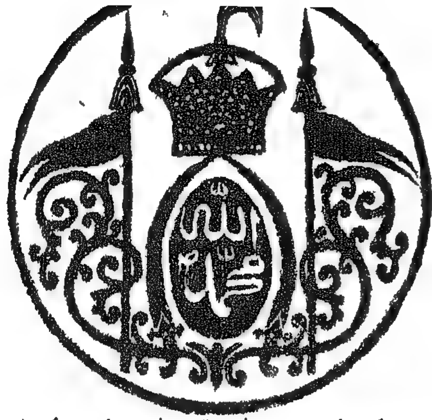
ناکامیون سی گو ہوی سوای خلق ہم
اشکو نسی ہی امید کہ وہ آبرو کرین

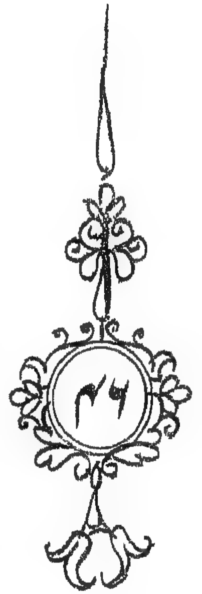
لذت ہی کونسی جو تری ہجر مین نہین
پھر کیسلیی وصال کی ہم آرزو کرین

دل پھٹ گیا ہی چارہ گر اسکی دوا بتا
کچہ چاک جیب تو نہین جسکو رفو کرین

ساقی تری ادا ہی نی بدمست کر دیا
ہوش اب کہان کہ خواہش جام و سبو کرین

نواب ہای تیری تو صورت سوال ہی
کس منہ سی اوس بلا کی تجھی روبرو کرین





ہو بیوفا کوئی تو اوسسے بیوفا کہون — تم تو وفا شعار ہو مین تمکو کیا کہون

کیا ظلم ہے کہ ذکرِ وفای رقیب پر — امید مجھسی سے کہتے ہو مین بھی بجا کہون

تشبیہ دی جو زلف کو تو دودِ آہ سے — پھر کس طرح مین اوسکو بھلا نارسا کہون

جب جانون اپنی کشف دلی کو کہ تم مجھی — جو دل مین سے کہتے ہو وہی مین بلا کہون

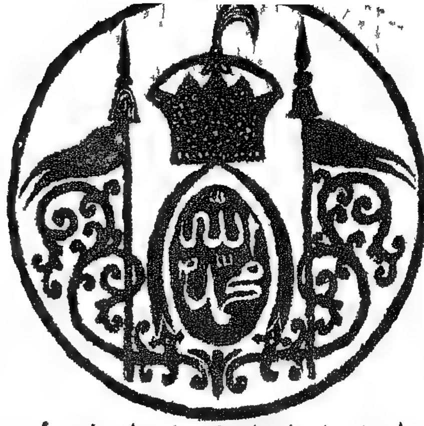
یہ حوصلہ کہان کہ شکایت ہو غیر کی — اپنا ہی کاش اوسسی کبھی مدعا کہون

کہتی ہین کہ سوای مصیبت ہے دل مین ہو — کہنا تو بس یہی ہی مجھی اور کیا کہون

ناصح تمہون مین بوی وفا کو نہین مگر — کیونکر مین تیری کہنی سی اونکو برا کہون

جس دل کو رشکِ غیر نی پامال کر دیا — کس منہ سی ہای اوسکو ترا مبتلا کہون

محفل مین اوسکی مجکو نہ لیچل خدا کو مان — کیا جانی بیخودی مین مین ای شوق کیا کہون



خوش ہون نہ جب بھی یہ بتِ کافر جو مجھ
نواب انھین رسول کہون یا خدا کہون

ردیف واو



مبارک ہو شہیدانِ وفا کو	۱۴۱ کہ جاتا ہے وہ ظالم کربلا کو
تغافل کو جفا کو یا ادا کو	مین رووُن عشق مین کس کس بلا کو
ملی تعزیر مین لذت کچھ ایسی	کہ سجدے کر رہا ہون ہر خطا کو
مجھی سے گفتگو ہی ناامیدی	مجھی سے پوچھنا پھر مدعا کو
ہجومِ یاس ایسا تھا نہ سوجھی	رہِ تاثیرِ آہِ نارسا کو
کہین کیونکر شکایت ان سے ہوگی	کہ اکدن منہ دکھانا ہی خدا کو



تغافل تجھسی سیکھی ہی وگرنہ — نہوتی دیر آنی مین قضا کو

خدا جانی کہون کیا بیخودی مین — نہ پوچھین آپ میری مدعا کو

عدم مین ایک مدت تک چہپایا — شبِ غم نی مری رنج و بلا کو

تری عشقِ دہن مین جو ہوی قتل — ترستی ہی رہی وہ مرحبا کو

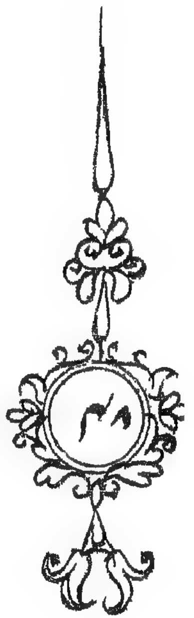
گریبانِ قیامت چاک ہو جب — او سیدم کہولنا بندِ قبا کو

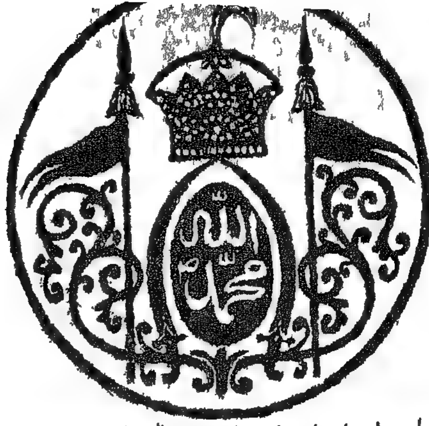
مزہ کیا گر نہو وصلت مین خلوت — نہ لانا ساتہ اپنی تم حیا کو

اوٹھاؤن ہاتہ اونسی تو اوٹھاؤن — شبِ فرقت مین ہاتہ اپنی دعا کو

کہین بڑہ کر ہی جینی سی وہ مرنا — جو کہوی غم مین وہ زلفِ دوتا کو

جفائین ضد سی کین اوس بت نی نواب





جو آیا رحم مجہپہ کچہ خدا کو

کیا ہوا گر نہ کیا قتل ادا نی مجکو ۲۲ اور بہی آتی ہین مرنی کی بہانی مجکو

بیوفائی نی تری مار ہی ڈالا ہوتا زندہ رکہا ہی فقط عہد وفانی مجکو

لطف تعزیر تو دیکھو کہ لحد مین تاحشر چین لینی نہ دیا شوق سزانی مجکو

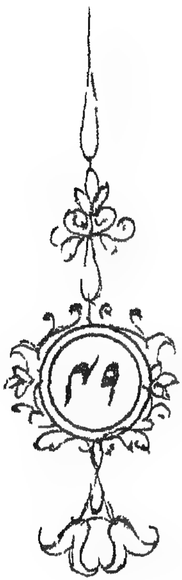
شکوہ کرتا ہون تو کہتی ہین بنایا ہی نہین رحم کرنی کی لیی میری خدانی مجکو

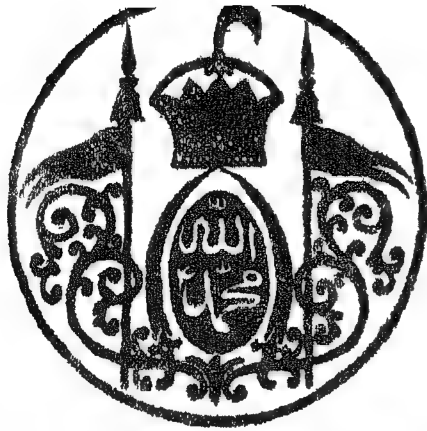
میری ہونیسی نہ محشر ہو عدم مین برپا اسی اندیشی سی پوچہا نہ قضانی مجکو

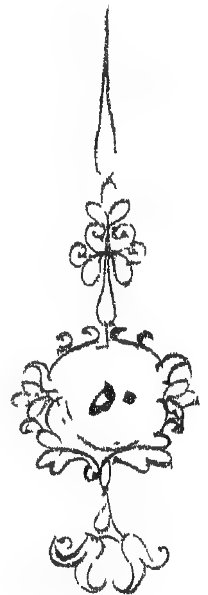
قتل کو آتی تہی وہ ہای عبث بہیجدیا عذر خواہی کی لیی میری خطانی مجکو

تجکو بیرحم بنایا نہین اسکا شکوہ کیون بنایا پی بیداد خدانی مجکو

زلف سلجہاتی ہین وہ لی خبر اپنی دلکی آج دی ہی یہ خبر باد صبانی مجکو







روز فرقت کی جفا ہی کہ الٰہی توبہ | دن دکھای یہ مری مہر و وفائی مجکو

عیش جاوید سی کیا خوش ہون کہ تکلیف دیتی ہی | شب فرقت سی سوا روز جزا نی مجکو

تھی یہ لذت مری ماتم مین کہ تا روز جزا | دفن ہونی نہ دیا اہل عزا نی مجکو

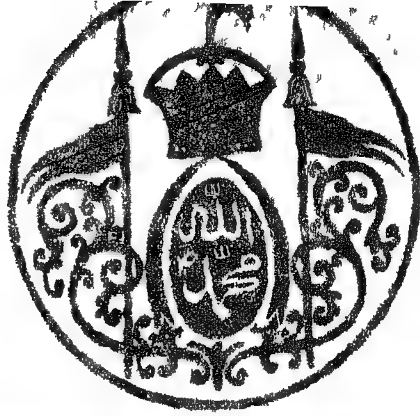
خون اغیار سمجھکر اوسی بوسہ لیا | خوب دہوکا یہ دیا رنگ حنا نی مجکو

مینی لکھی بھی ہین خود اوسکو خطائین اپنی | بی سبب وہ نہین آتی ہین ستانی مجکو

وصل کا دن ہی شب ہجر نہین ہی پھر کیون | آج تاکا ہی ہر اک رنج و بلا نی مجکو

عیش کرنیکو تو لاکھون ہین مگر ای آفت
رنج اوٹھانی کو بنایا ہی خدا نی مجکو

حشر کی دن بھی مری نالون مین تاثیر نہو | ۴۳ | اس سی بڑھ کر کوئی یارب مجھی تعزیر نہو



غیر بیٹھا ہی جو چپ ہاتھ دھری ٹھوڑی پر
ڈہونڈہی پاس اوسکی کہین یار کی تصویر نہو

کہتی ہین اوسنی مٹائی ہین ہزارون نقشی
محو یارب کہین میرا خط تقدیر نہو

تندخوئی سی نہ لو کام تو یہ بات ہی اچھی
پھر یہ ممکن نہین مجھہ سی کوئی تقصیر نہو

ہای غیرونکو تو ہون شوق کی طومار رقم
اور مجکو کبھی اک حرف بھی تحریر نہو

روتی روتی جو کبھی ہجر مین نیند آجاتی
[illegible]ب وہ دیکھون کہ جسکی کوئی تعبیر نہو

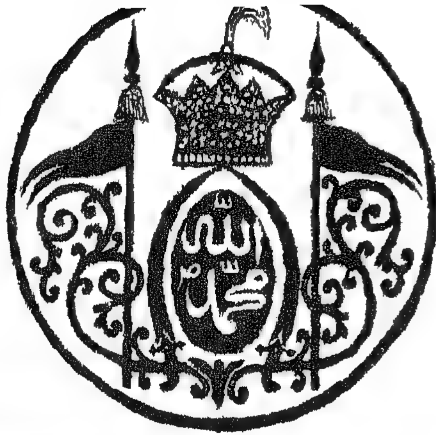


ایسی بیمار کو کیونکر ہو شفا ای نواب
شافی خلق سی جسکی کوئی تدبیر نہو

۴۴

دلکی صورت ہر گھڑی تم غیر کی پہلو مین ہو
پھر بھلا سوچو تو کیونکر دل مرا قابو مین ہو

تمتو کیا سلجھی فرشتونسی بھی تو سجدی کرین
دلکی اولجھن گر کبھی اولجھی گی گیسو مین ہو



رنگ کچھ لاتی نهین قاتل مری دل کی طپش
پھر قتلِ عام یه جنبش تری ابرو مین هو

اونسی هم هو جائین همسی وه تو یارب سیر هی
تیری قدرت سی اثر ایسا کسی جادو مین هو

های کیسا سرخرو نواب محشر مین اوٹهون
خون کی سرخی اگر کچھ بھی مری آنسو مین هو

۴۵

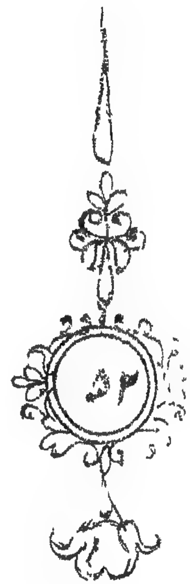
اوسی سی کوئی پوچھی اوسکی ذلت اور خواری کو
شبِ فرقت رقیب آتی هون جسکی غمگساری کو

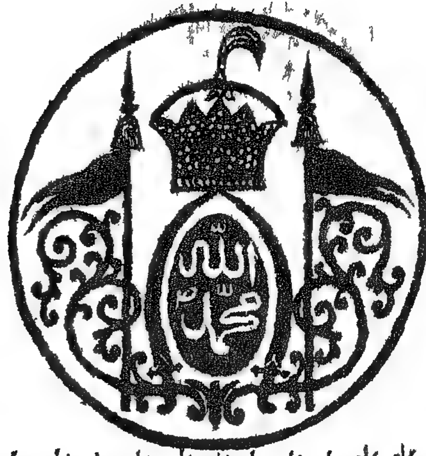
نکرنا سخت جانی مجکو شرمنده که مدت مین
جگه کن لذتون سی دی هی دلمین جان نثاری کو

لگائی چاره گر ٹانکی یه تو نی کیا کیا ظالم
تمنا هی رهی ناسور کی هر زخم کاری کو

بگڑ جائی شبِ وصلت جو ٹھنڈی سانس بهی نسی
دمِ آخر مقرر آئی گا وه دم شماری کو

اسی سی دل لگی هی هجر مین وقت ای واعظ
لگاؤن کس سی جی گھر چھوڑ دون مین باده خواری کو







اونھین سی دبتا ہون غم کو ہمیشہ ہی ہر دم — بنی تھین ہای جو انکھین لبین اشکباری کی

اوٹھا کر مجکو بتخانی سی لے آیا خانقاہون مین — خدا کی مار ای زاہد تری پرہیزگاری کی

شب وصلت ہی گو پر فکر فرقت تو بھی ہی ناصح — نکالون کس طرح مین دل سی اپنی بیقراری کی

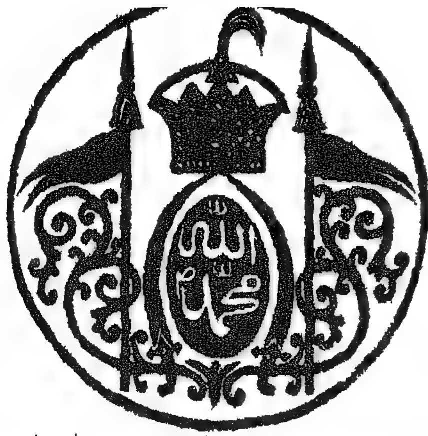
ادا ای سحر تو کر لون فدا اتنی تو مہلت دی — اجل مدت مین آیا ہی وہ میری سوگواری کی

عدو کو دیکھکر نواب تمنی دم نہین مارا
ہزارون مرحبا ہین اس تمہاری بُردباری کو

اگر تمسی خونبہا کی کوئی گفتگو نہو — کیا ذکر موت کا بھی مری کو بکو نہو

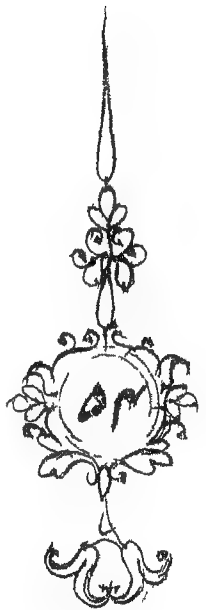
ہوتی جو بغض تو نہ پڑتی عذاب مین — یارب کسیکی دل مین کوئی آرزو نہو

احوال ہجر پوچھ رہا ہی اوسی سی تو — جس بی زبان سی آگی تری گفتگو نہو

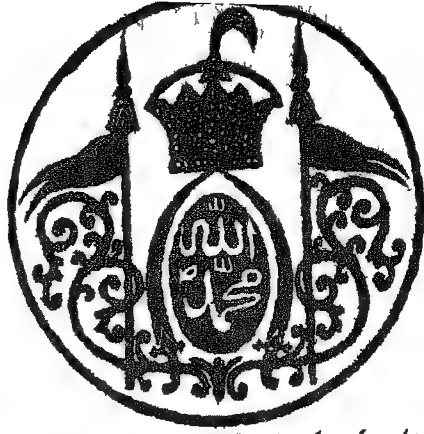


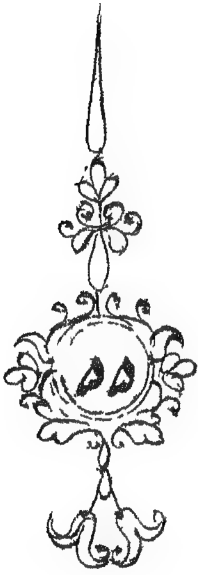
کہلا ہی بھیجو جھوٹ تسلی کیواسطی	اقرارِ وصل تمسی اگر دوبدو نہو
فریاد کی امید ہی سبکو جزا کی دن	ہو طرفہ یہ بھی سیر کہ محشر مین تو نہو
خاموش ہمتو بزم مین حیرت سی ہین مگر	ڈرہی اونھین تو ہمّ خوفِ عدو نہو
ہم وحشیونکی حق مین وہ بدتر کفن سی ہی	جس پیرہن مین لاکہ جگہ بھی رفو نہو
ہر ذری مین ھزار بلاؤنکی جلوی ہین	میری ہی خاک دیکھو کہین کوبکو نہو

نواب اوسی سی چاہتی ہو بیجا بیان
بتن تو کیا خدا کی بھی جو روبرو نہو



رقیب چاہین تمہین مجھکو انفعال نہو	۸۷	ستم ہی ہی اگر اسکا تمہین ملال نہو
سنا ہی عمر ہی اغیار کی بہت کوتاہ		مجھی یہ غم ہی کہ اوسکی شبِ وصال نہو





یہ رشک دیکہہ جسی دیکہتا ہون مین خاموش
یہ فکر ہوتی ہی تیرا اوسی خیال نہو

جواب روزِ جزا اوسکی مین دونگا
پر ایک جرمِ محبت ہی کا سوال نہو

وفا مین آپ کو بےمثل کسطرح جانون
جفا مین کر نہین تمکو ہی جب کمال نہو

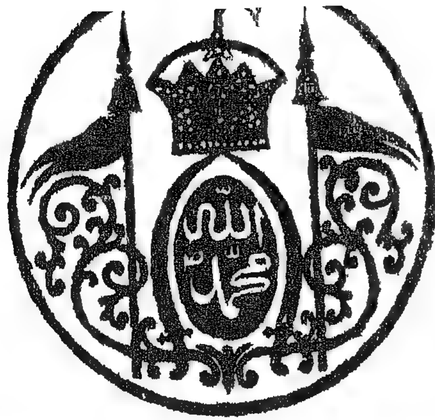
خدا ہی جانی کہین اونسی وصل مین کیا کیا
جو دل کو اپنی کچہ اندیشۂ مآل نہو

بہلا بتا و تو اب کیا جواب دین اسکا
وہ کہتی ہین شبِ وصلت کوئی سوال نہو

فغانِ غیر سی اونکی اوڑی ہی نیند مگر
مجہی یہ ڈر ہی کہ مجہپہ ہی احتمال نہو

ابہی اوٹہانی ہین اوسکی ستم ہمی ای آتش
جفای چرخ سی یون جلد پائمال نہو

اپنا ہی دل بغل مین نہ جب غمگسار ہو
۴۸
پہر دوسری سی کیا کوئی امیدوار ہو



ناصح فراق مین تو لیا کام ضبط سی
کیا اونکو دیکھکر بھی نہ دل بیقرار ہو

تم بھی اوسی سی کرتی ہو وعدی وصال کی
جسکو نہ موت کا بھی کبھی اعتبار ہو

دلکی تڑپ سی آئینگی ھمدم قیامتین
کیونکر کہون کہ اوسکی گلی مین مزار ہو

مونس ہین ایک عمر سی یہ بیقراریان
میری تو خاک کو بھی نہ یارب قرار ہو

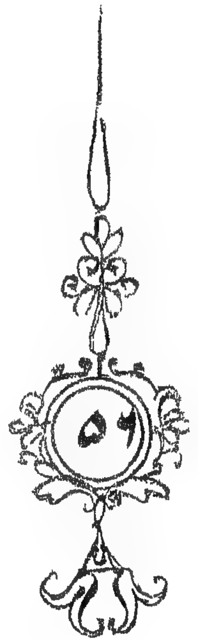
ناصح نصیحتین تری بیجا نھین مگر
سب کچھ کرون مین دل پر اگر اختیار ہو

شکوی مری حساب سی باہر ہین الحذر
میری لبی تو اور رہی روز شمار ہو

کوئی تو مشغلہ رہی نواب ہجر مین
تسکین ہو جگر کو تو دل بیقرار ہو

۴۹

تنگ ہوتی ہو بہت جان کی سائل مجکو
دی ہی دو گی کبھی جھنجھلا کی مرا دل مجکو





مین کهان اور یه بیداد کهان حسرت سی ۔ دیکه لینی دو ذرا جانب قاتل مجکو

وصل تیرا نهین آسان تو دشوار سهی ۔ جان دینا تو نهین هجر مین مشکل مجکو

قاصد آتا هی وهان سی تری صدقی اشوق ۔ لی تو چل شهر سی دو چار هی منزل مجکو

های اوسوقت نه موت آئی که رلواتی تهی ۔ خاطر غیر سی هنسکر سر محفل مجکو

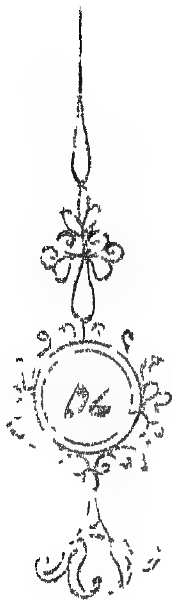
تمهی تم هین هی بنا دیتی هی مین تنها ۔ حیف کی جا هی جو سمجهو نه مقابل مجکو

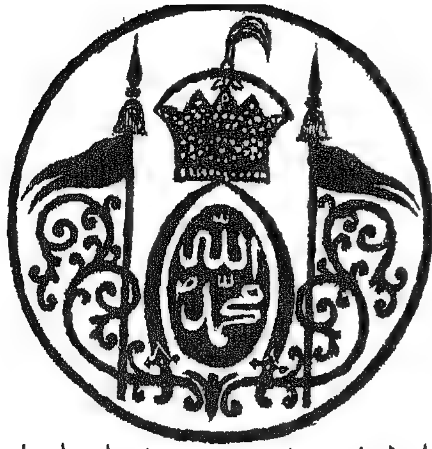
دل کی حسرت تو نهین جان که نکلی نه کبهی ۔ کیون نهین ناز سی تم کرتی هو بسمل مجکو

کبهی جب اونسی که مرکر بهی نه چهوٹینگی تمهین ۔ کهتی هین سمجهی هو کیا جور شمائل مجکو

دل لگی کی لیی غم مین ملی هی تو سهی ۔ کیا ملیگا نه کهین زهر هلاهل مجکو

قیس و فرهاد نی بهی آکی مری بیعت کی ۔ عشق [illegible] سمجهی سهی شد کامل مجکو

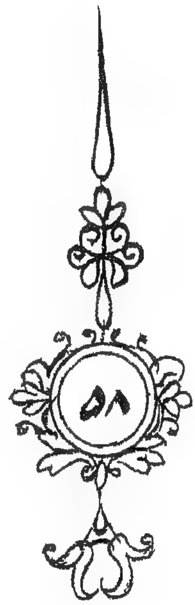




موت کی غم سی کہین بڑھکی ہی رشکِ اغیار		بزمِ ماتم سی سہے بدتر تری محفل مجکو

اوس سی کیا شکوۂ بیداد کرون مین نواب
جو سمجھتا ہی نہو رحم کی قابل مجکو

دلکی تڑپ مین آج یہانتک سکون نہو	۵۰	یا دل نہو جہان مین یا چرخِ دون نہو
ہی دل لگی اسی سی تو فرقت کی رات مین		کس طرح آی چین جو سوزِ درون نہو
لذت تڑپنی کی مجہی لائی ہی زیر تیغ		گردن جہکانی سی مری تم سرنگون نہو
سرخی حنا کی آتی تو ہوتی نہین ہی شوخ		ہاتھون مین اوسکی دیکہو مرا رنگِ خون نہو
اندیشہ مرگ کا کہین بدتر ہی مرگ سی		مرنی کی واسطی مری یارب شگون نہو
کیا اوس پری سی دلکو لگاؤن مین ہای ہای		جس بد بلا کی واسطی کوئی فسون نہو





سر پر ہماری پھٹ نہ پڑی ہی خدا کی شان — وہ آسمان ایک بھی جسمین ستون نہو

تمتو یہ کہتی ہو کہ قیامت نہو کبھی — دلکو مری لگی ہی ہین کیونکر کہون نہو

اس سی تو عاشقونکی ہزارون بناؤ ہین — پھیکا ہی رنگ اشک اگر لالہ گون نہو

نواب تیری نام سی آتی ہی اونکو عار

اتنا بھی کوئی عشق مین خوار و زبون نہو

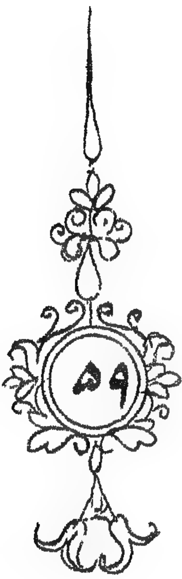
۵۱

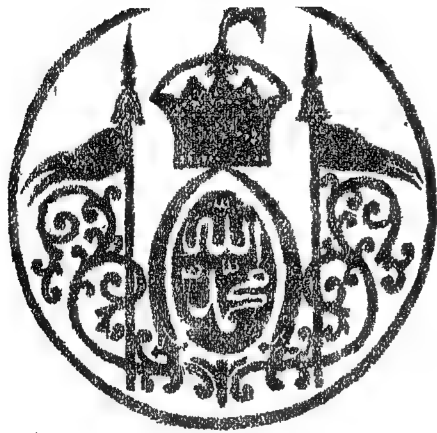
زاہد نپوچھی خلد مین بھی تو شراب کو — جب جانون تجھکو اور تری اجتناب کو

اک وہ ہین جنسی رہتی ہی دن رات گفتگو — اک ہم ہین جو ترستی ہین سوال جواب کو

نوبت یہ پہنچی ہی کہ اب اونسا شمع سا — روتا ہی دیکھکر مری حال خراب کو

حسرت ہو تو نکالون او سیوقت وصل مین — کیونکر نکالون دل سی مگر اضطراب کو



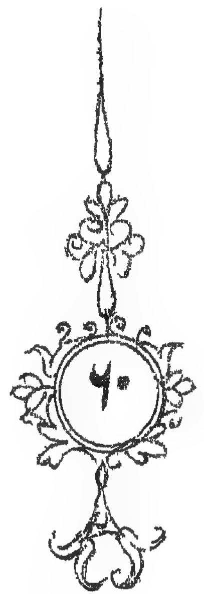


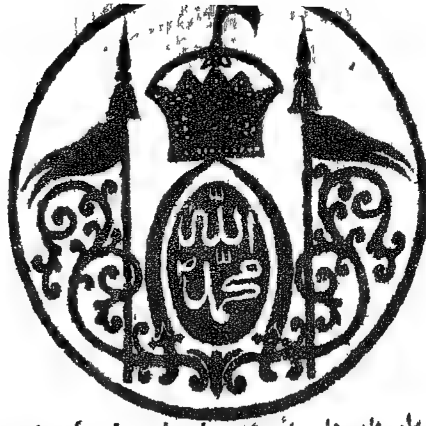
ای دستِ شوق آج اڑین اسکی دھجیان	کس ناز سی سنبھالتی ہین وہ نقاب کو
بلبل ہزار شوق سی نعمت سمجھتی ہین	فرقت مین تم پسند کرو جس عذاب کو
پیدا کیا کبھی نہ کوئی یار باوفا	کیا ہو گیا ہی چرخ تری انقلاب کو
محفل مین گو نہ سمجھی کوئی اس نی جب کہا	پہچانتی ہین وہ تو مری اضطراب کو
دیکھین جو بیحساب مری حسن مین تو پھری	ائی تھی روزِ حشر فرشتی حساب کو
وصلت مین ہوش بھی نہین رہتا ہی تا سحر	آنکھین ترستی رہتی ہین فرقت مین خواب کو

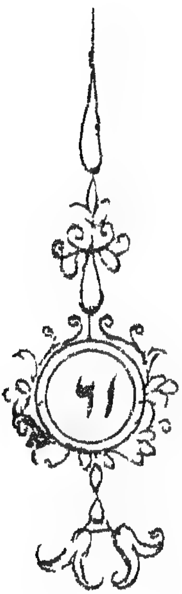
ہاتا ہی گر وہ زندہ تو ذرا [illegible] دو او نھین

نواب [illegible] شعر داہی [illegible]

اثر سب دی ہی یا حسنِ بتان کو	۵۲	ہی کیا خاک لب آہ و فغان کو







نہ آئی مرگِ شادی تو بھی آئیہ
وہ آئین اور میری امتحان کو

بھلا پوچھی مسیحا اوسکی کو کیا
نہ پوچھی موت بھی جس ناتوان کو

سکھاتی ہی تری رفتار شوخی
لگین گی چار چاند اب آسمان کو

عجب انداز سی محبکو کیا قتل
کہ حسرت رہگئی ساری جہان کو

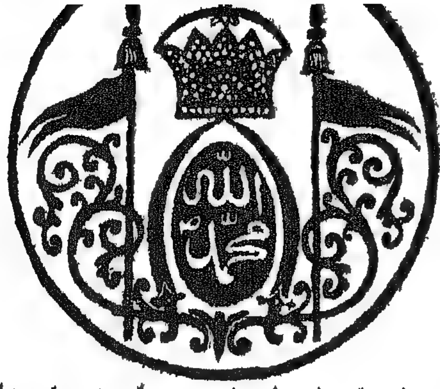
اوچٹ جای جو نیند آہونسی لیلو
نصیبونسی مری خوابِ گران کو

سوالِ مدعا کیونکر ہو اوس سی
خموشی سی ہو شک جس بدگمان کو

ہجومِ ناز دی آتنی تو مہلت
کہ دیکھی وہ بھی چشمِ خون نشان کو

بھرا ہی حسرتونسی دل تو ظالم
جگہ دون اب کہان رازِ نہان کو

خدا جانی وہ ہے نواب یا غیر



سرِ رہ پاتے ہین اک نیمجان کو

ظاہر مین شبِ وصل تو میری ہی یہان ہے ۵۳ پر کچھ نہین معلوم کہ تم دل سی کہان ہو

کیا جانیی کیا مصلحت اسمین ہے الٰہی سمجھین جسے ہم دوست وہی دشمنِ جان ہے

مانگی وہ تسلی کی لیی خاک نشانی جو شُلِ کمر آپ ہی بی نام و نشان ہے

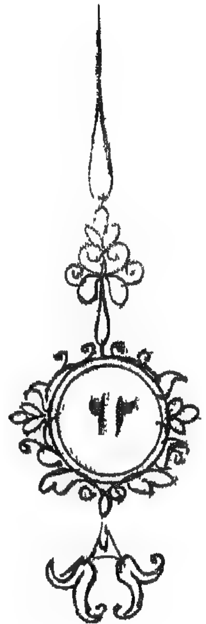
تم بھی تو ذرا دیکھو اوسی ناز و ادا سے اک عمر سے جو تمکو بحسرت نگران ہو

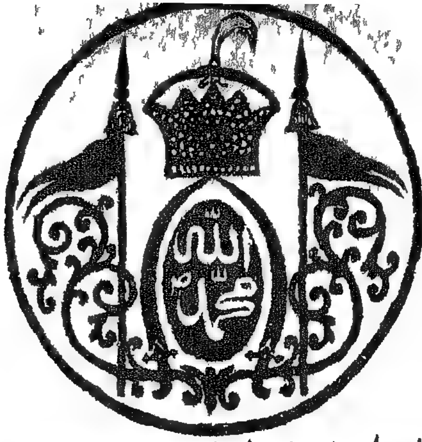
رسوا ہو زمانی مین رقیبونکی جفا سے افسوس وہ دل جسمین ترا راز نہان ہے

لیتا ہون بلائین تو یہی ہوتی ہے حسرت کس شوق سی لون بوسہ جو ہاتھونمین دہان ہو

اور آنکہ ملی مجکو تو دیکھون ترے جلوے یہ آنکہ مصیبت مین جو خونابہ فشان ہو

کیا کوئی شکایت کری اغیار کی لوگون





جب آپ ہی سی اپنی مصیبت بنالی

۵۴

ہوتی گر کچھ بھی رسائی نالۂ شبگیر کو
تو نہ روتا اسطرح مین ہر گھڑی تقدیر کو

چھوڑو گی چٹکی سی گھبرا اگر اگر تم تیر کو
چین مر کر بھی نہ آئی گا کبھی نخچیر کو

ایسی نعمت سی رہیگا اک زمانہ بی نصیب
یا الٰہی وہ سمجھی رتبہ تعزیر کو

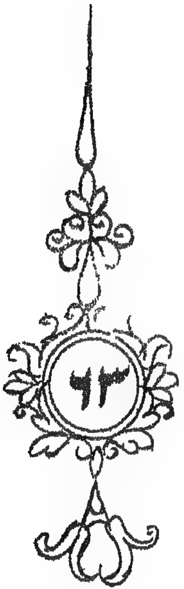
عقل کہتی ہے کہ خودداری بھی کچھ ہی چیز ہی
دل یہ کہتا ہی کہ پھر کھینچ آہ بی تاثیر کو

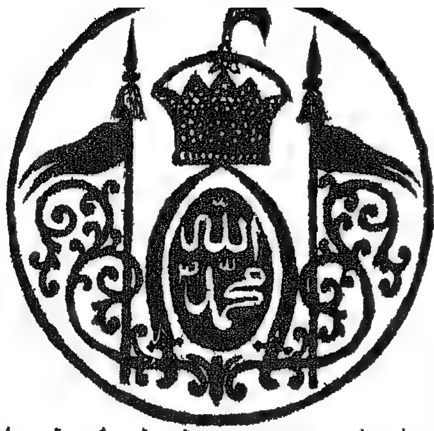
تو اگر محفل مین ہوگا غیر کی آغوش مین
مین بھی چھاتی سی لگا لونگا تری تصویر کو

حرف آئی گا نہ تمپر سیر ہوگی قاصد و
میری لکھی سی بدل دو غیر کی تحریر کو

اوس سی رونق حسن کی ہی اس سی وحشت کا فروغ
زلف سی اسوا سطی تشبیہ ہی زنجیر کو

جسنی دیکھا خواب مین تجکو نہ سویا عمر بھر
جانتا ہون خوب مین اس خواب کی تعبیر کو





گالیاں کھانی ہین پیش غیر ہی گرا ہو — آپ اپنی واسطی رہنی دین اس توقیر کو

کیا پڑہین میری جنازی پر کہ سب اہل زمان — ہوگئی بیتاب سنکر پہلی ہی تکبیر کو

ہین اسی مین منحصر ساری شہادتین مری — دوست رکھون جان سی کیونکر نہ مین تقصیر کو

جسقدر پیدا ہوئی تھی آہ دشمن کو ملی — ڈہونڈہ کر لائی کہان سی اب کوئی تاثیر کو

خیر ہی نواب تجکو ہای ظالم کیا کہون

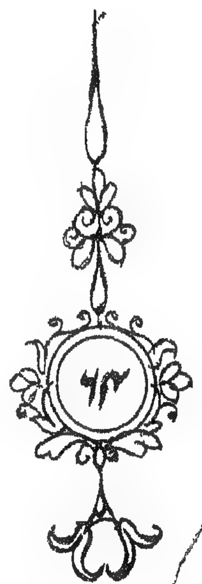
لاکہہ سمجھایا نسمجھا تو مری تقریر کو

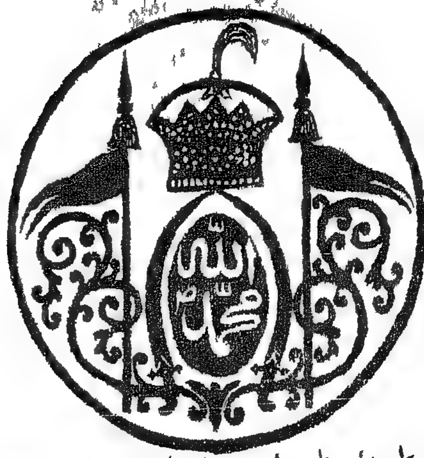
۵۵

روز اول ہی تہا صبر جو دینا ہمکو — تو نذی ہوتی خدا کوئی تمنا ہمکو

خانہ غیر مین کل اوسنی بلایا ہمکو — اس سی بڑہ کر نہوئی تھی کبھی ایذا ہمکو

جیسی پیدا ہوی چہوٹی نہ مصیبت کبھی — کیا گجر تا جو فلک تو نہ بنا تا ہمکو





مر گئی صدمون سی هم آج تو کل هوگا
ای شب هجر تو اتنا نه ستانا همکو

سنکی باتین تری کچه ایسی هوی هین خاموش
کوئی حسرت هی نهین وصل مین گویا همکو

لطف سی کام نهین هی تو ستم سی مطلب
جب وه عاشق هی نهین جانتی اپنا همکو

پهلی تدبیر مکافات فلک کی کرلو
شوق سی بزم مین پهر اپنی بلانا همکو

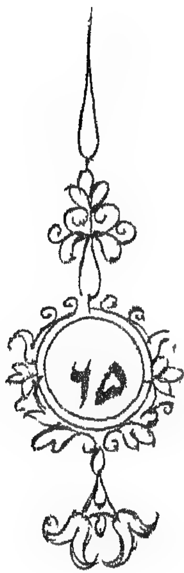
حسرت وصل غم هجر بتان رشک عدو
ساری دنیا کی هین سامان مهیا همکو

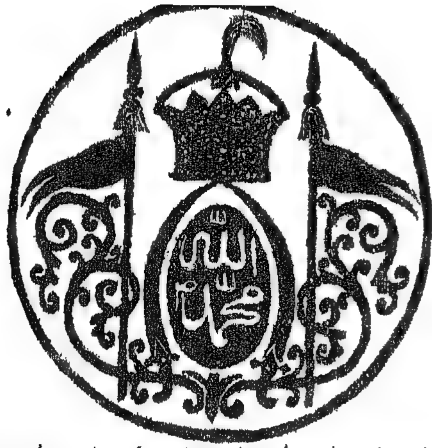
کون اس لطف سی بیداد سهی گا تیری
ای فلک هوےگی بهی خاک نکرنا همکو

غیر تو قتل هوا رشک سی هاته آیا
خوب مرنیکی لیی آج بهانا همکو

دیکهکر خلق کو محشر مین گرفتار عذاب
یاد آتی هے تری رنجش بیجا همکو

مضطرب هو نه ذرا خواهش دل سی الحذر
تجه سی برآئی نهین هی وه تمنا همکو





کشتیان گوہر تحسین کی لگا کر نواب
کہ ابھی ہی غزل اک اور بھی کہنا ہمکو

٥٦

ماری ہی ڈالتی ہی تنگیِ صحرا ہمکو
چین کیا گوشۂ مرقد مین ملیگا ہمکو

آج تک شوقِ شہادت نی جلایا ہمکو
ورنہ تھا سہل بہت ہجر مین مرنا ہمکو

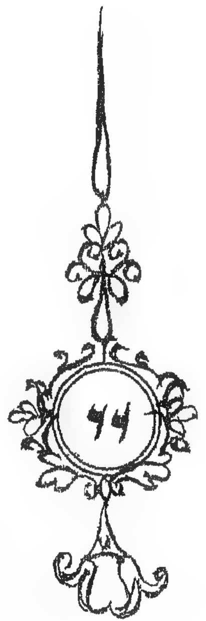
ہای دو جھوٹی ہی باتونسی تری منھ مین دہن
نرہی یاد کوئی ہجر کی ایذا ہمکو

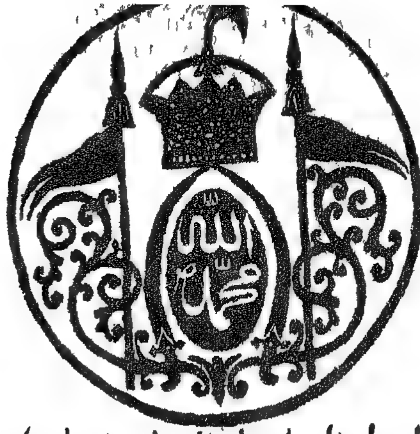
تیری آرایشِ گیسوی نہین ہی کچھ کام
دلسی ملنی کی ہی مدت سی تمنا ہمکو

کاٹ کر حلق شبِ غم مین کیا کام تمام
دردِ دل پر نہوا ہای بھروسا ہمکو

ہر گھڑی قتل کری کوئی تو لذت اوٹھی
یا خدا روز ملی ایک مسیحا ہمکو

پھر کہان ہم یہ نشاط و طرب و عیش کہان
دیکھ لینی دو ذرا ساغر و مینا ہمکو





سنتی ہین رات ہی وصلت کی بہت ہی کوتاہ ۔۔۔ ہی تری شرم سی وہ بھی شبِ یلدا ہمکو

لذتِ کم سخنی دلسی بھلا دیتی ہی ۔۔۔ یاد آتا ہی اگر کوئی بھی شکوا ہمکو

ہم یہ سمجھی تھی کہ کچھ قدر ہماری ہوگی ۔۔۔ آینہ دیکھ کی پر اوسنی نہ دیکھا ہمکو

دل لگایا ہی تصور سی تمہاری ہمنی ۔۔۔ اب نہین ہی شبِ فرقت کی بھی پروا ہمکو

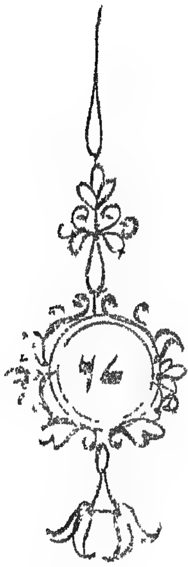
غیر پر لطف سی تھا وہم مدارا بھی کچھ ۔۔۔ رنج سی اور ہوا رشک دوبالا ہمکو

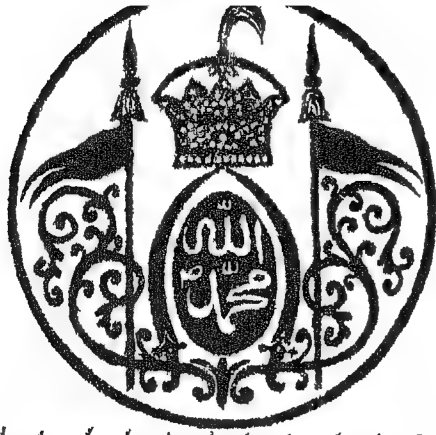
بختِ بد پر ہی یہ تکیہ کہ تہو لینی نواب

جب بگڑتی ہی تو سمجھاتی ہین اعدا ہمکو

ردیفِ ہای ہوز

غم چاہتی ہین اور تری غمسی زیادہ ۔۔۔ ۵۰ ۔۔۔ عاشق کوئی غمدوست نہین ہمسی زیادہ





زاہد نہ جہان ہو کوئی معشوق ستمگار
ہی مجکو وہ جنت بھی جہنم سی زیادہ

سب جانتی ہین فتنۂ محشر کو بہت کچھ
کیا ہوگی قیامت مری ماتم سی زیادہ

ناسور کی حسرت تھی بہت داغِ جگر کو
تکلیف ہوئی اسیلی مرہم سی زیادہ

پانی سی وہ مملو ہی تو یہ خون سی لبریز
ہی ابر کہان دیدۂ پرنم سی زیادہ

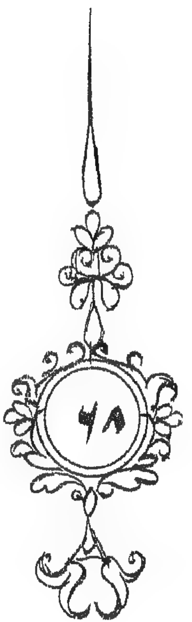
ہم سمجھی تھی ہو جای گی کچھ ہجر مین تسکین
پر صدمہ ہوا آہِ دمادم سی زیادہ

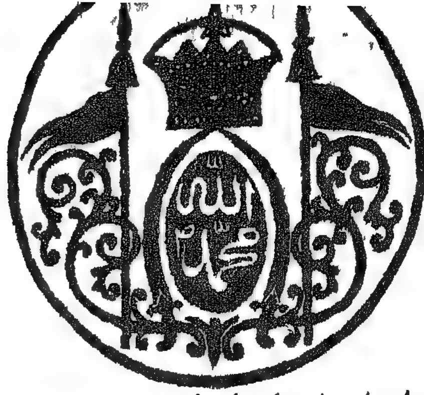
حورانِ بہشتی مین کہان حسن ہی نواب
اوس بگڑی ہوئی صبح کی عالم سی زیادہ

٥٨

اسکا نہین گلہ ہی کہ ہر دم ہون غم کی ساتھ
ہمدم نہین ہی کوئی مرا غم ہی دم کی ساتھ

غیرون کی منہ لگانیکی شکوی ہین جھوٹ تو
منہ کیون بناتی جاتی ہو تم ہر قسم کی ساتھ





دشمن ہی روزِ ہجر تو پروا نہین ہے کچہ — ہی دوستی وصال کی شکوہ عدم کی ساتہ

بیداد ہی کی خو ہو تو عادت ہو صبر کی — کچہ لطف بہی تو کرتی ہین وہ ہر ستم کی ساتہ

حورین بہی ناز کرتی ہین جن شوخیون پہ آج — کس ناز سی ہین وہ تری نقشِ قدم کی ساتہ

نامی جو آئی یار کے تو اضطراب سے — سینی مین دل اوچہلنی لگا ہر قدم کی ساتہ

بد قسمتی سے گر نہ ملیگا خدا تو پہیر

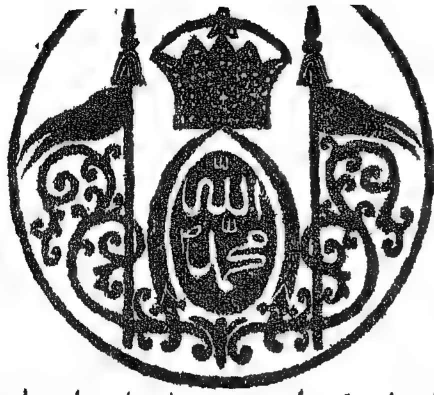
نواب دل لگاینگی ہم بہی صنم کی ساتہ

٥٩

زمانی مین ہوی لاکہون پیمبر یا رسول اللہ — ہوا پر آپکا کوئے نہ ہمسر یا رسول اللہ

تمہاری وجہ سی پیدا کیا اللہ نی سبکو — زمین و آسمان فردوس و کوثر یا رسول اللہ

کرم مین پرورش مین لطف مین رحمت مین بخشش مین — صفاتِ حق کی بیشک تم ہو مظہر یا رسول اللہ



سما سکی نہ فلک تک بلکہ اُس بھی کہین رہ کر
تمہاری بوی خوش سی ہی معطر یا رسول اللہ

کیے نازاپنی قدرت پر بہت صنّاعِ عالم نے
بنا کر آپ کی زلفِ معنبر یا رسول اللہ

تمہاری عارضِ پرنور پر قربان ہوتا ہے
سحر سی شام تک خورشیدِ خاور یا رسول اللہ

بچھائی چاندنی کا فرش تارہ ہنہ مین
بنا ہی اسلیے ماہِ منور یا رسول اللہ

سیہ ہوتا گناہونسی ہماری روزِ محشر بھی
نہوتی آپ کی گر ذاتِ اطہر یا رسول اللہ

کسی کو پوچھتا کوئی نہین ہی اُس زمانہ مین
تمہین ہمسی غریبونکی ہو یاور یا رسول اللہ

نہ بدلون مین گدائی سی تمہاری آستانی کی
ملی گر مجکو گنجِ ہفت کشور یا رسول اللہ

تمہارا امّتی ہو کر بھلا اب مین کہان جاؤن
اوٹھاؤن رنج کسکا اپنی دلبر یا رسول اللہ

طلب کر لیجیے نظامی اب کو جلدی ہی مدینہ مین





جدائی سی ہی ابتو حال ابتر یا رسول اللہ

ردیفِ یای تحتانی

ساقی وہ مستِ نازہی گردش مین جام ہی
توبہ کو دونون ہاتھون سی میر اسلام ہے

ہر کوچی ہر گلی مین جو یہ ہو م دہام ہی
تشہیرِ نعش کا مری کیا اہتمام ہے

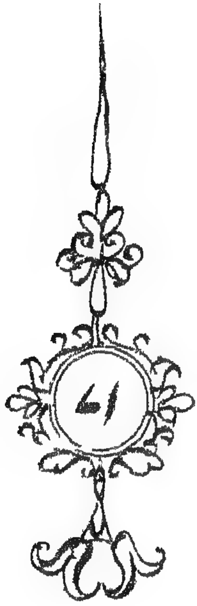
آنکھون مین دم ہی کٹ گئی عمر انتظار مین
اب بھی نہ آئی تم تو یہ جھگڑا تمام ہے

انجان بن کی پوچھتی ہین نامہ بر سی وہ
کسکا یہ خط ہے اور یہ کسکا پیام ہے

کس لطف سی وہ غیرونسی ملتی ہین رات دن
ہمسی تو آج تک وہی بس صبح و شام ہے

گھر سی تمہاری آئی تو کوچی سی پھر گئی
ہمکو تو ساری عشق بھی ایک کام ہے

فرقت مین میں نی چین نپایا تمام عمر
پھر کیسلیی فلک کو سرِ انتقام ہے





کعبی کی گرد پھرتی ہین کس کس مزی سی لوگ
پوچھو تو دوستو کہ یہ کسکا مقام ہی

ڈرتا ہون مین کہ تیری جفا کو نظر نہو
لاشی پر آج میری بڑا ازدحام ہی

قاصد بنی نہین جو نہ عاشق ہو آپ پر
سن لین مجھی سے آپ جو میرا پیام ہی

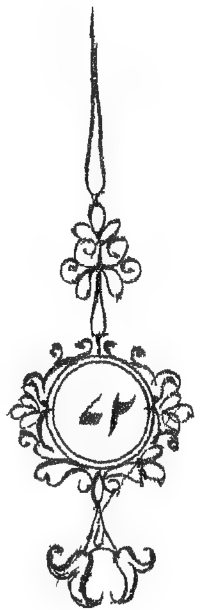
انجام کی خبر نہین ای چارہ جو مگر
اب تک تو دردِ دل کی بہت روک تھام ہی

شکوی وہ کرتی ہین مری ہر دم رقیب سی
مین خوش ہون اسلیے کہ زبان پہ تو نام ہی

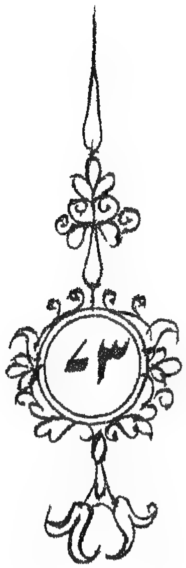
فرقت بھی ہی تو نہ اوٹھینگی حشر کو
بی تیری سانس بھی ہمین لینا حرام ہی

کوئی بلا نہین کہ نہو اس مین ای خدا
کسکا ہی روزِ ہجر کہ جسکی یہ شام ہی

نواب باوفا نہ سہی بیوفا سہی
عاشق تو ہی کچھ اس مین بھی آیا کلام ہی







قیامت مین گر تیری بسمل نہ ہونگی ٦١ تو جنت کی بھی لوگ سائل نہ ہونگی

امید وفا تھی یہ کیا جانتی تھی کہ تیری جفا کی بھی قابل نہ ہونگی

وہ دن اور بسمل نہ ہو کوئی واعظ قیامت ہی محشر مین قاتل نہ ہونگی

اوٹھی گی یہ بیداد کس سی الٰہی جو پہلو مین عشاق کی دل نہ ہونگی

تڑپنی کی میری ذرا سیر دیکھو کہ دنیا مین پھر ایسی بسمل نہ ہونگی

نہ وعدی پر آئی تو کیا ہمنشینو مری سوگ مین بھی وہ شامل نہ ہونگی

عبث بحث کرتی ہو نواب انسی
یہ بت تو خدا سی بھی قائل نہ ہونگی

کبھی گردش ہی گر آسمان کی ٦٢ بدل جائینگی تقدیرین جہان کی



تصور مین جو مین پہنچا تو سب سے
شکایت کر رہی ہین پاسبانکی

یہ احسان آہِ سوز انکا ہی حسینی
نہ چہوڑی خاک تک بھی آشیانکی

نہوتی بی نیازی گر خدا مین
نہوتی شکل یہ ناز بتانکی

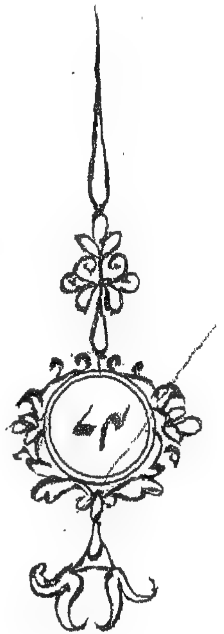
سبھی کچہ ہی تری گہر مین الٰہی
نہین پرسش مگر آہ و فغانکی

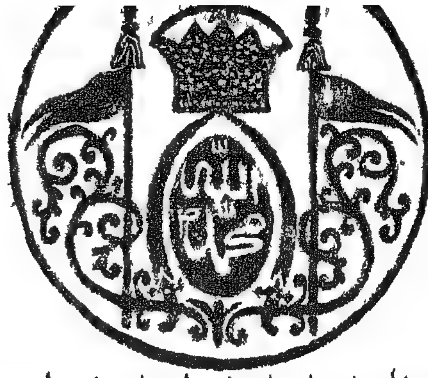
ذرا اپنی کمر کو بھی تو دیکھو
ہنسی ہی کیون مری تاب و توانکی

وہ دل جسکی نہین ہی قدر تمکو
وہین ہین حسرتین سارے جہانکی

تصور مین ملوا اون سی تو نواب
وہی رہجای شیخی پاسبانکی

میری معشوق نی مدت مین کیا یاد مجھے ٦٣ سب فراموش ہوئی ہجر کی بیداد مجھے





خاک جل جل کی ہوا جن کی تب فرقت مین
ہای وہ بھی تو کبھی دیتی ہین برباد مجھے

خوگر غم ہون بسر ہو گی الہی کیونکر
خلد مین گر نہ ملا وہ ستم ایجاد مجھے

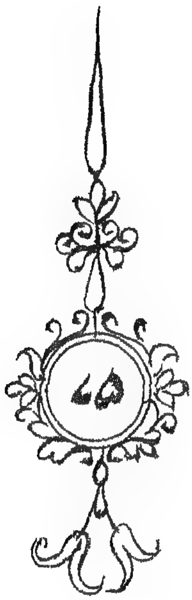
ہای کیا چین اسیری مین اوٹھایا مینی
وہ ستمگر کبھی دیتا ہی جو آزاد مجھے

غم فرقت نہ جدا ہو کہ حسینان جہان
شاد ہوتی ہین بہت دیکھکی ناشاد مجھے

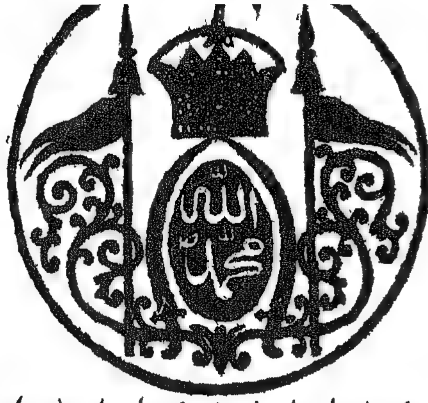
کیسی حسرت تھی تڑپنی مین کہ مرتی دم بھی
دام مین رونی لگی دیکھ کی صیاد مجھے

ہوتی مرغوب تمہین بھی تو نکرتا مین لب
کیا کہون دلسی پسند آئی ہی فریاد مجھے

یہ بھی اک شکل ستانی کی ہی الفت کیسی
ہچکیان آتی ہین جب کرتی ہین وہ یاد مجھے



فخر عشاق ہی حسرت سی تڑپنا نواب
پھوٹ کر روتی ہین کیون دیکھکی جلاد مجھے



ہی یہ ظاہر شبِ جدائی سی ۶۴ کہ سحر اوڑ گئی خدائی سی

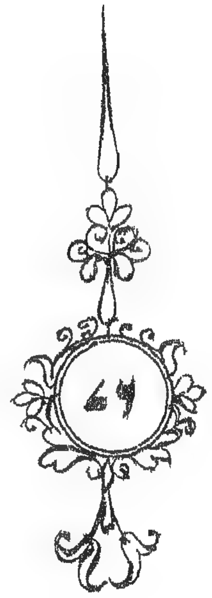
آہ میری ہی تیری زلف نہین کیون ہون شرمندہ نارسائی سی

لڑتی لڑتی ہوئی ہی ہجر کی خو فتنی اوٹھین گی پھر صفائی سی

تمتو من جاو پر یہ ہی مشکل کون لڑتا پھری خدائی سی

دیکھی فتنی اوٹھتی ہین کیا کیا تجہ سی کافر کی خودنمائی سی

ہی جو تقدیر مین وہی ہوگا فائدہ قسمت آزمائی سی

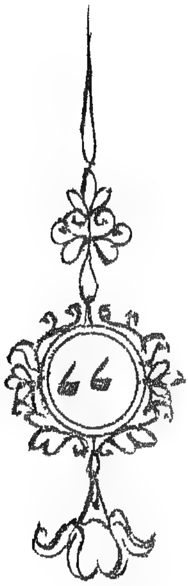


رند بنتی کبھی نہ ہم نواب
کچھ بھی ہوتا جو پارسائی سی

کچھ ایسی شہر می ہی آہِ بی اثر کی ہوی ۶۵ کہ جسکی سننی سی ٹکڑی دل و جگر کی ہوی



جو شامِ غم سے بچے بھی تو حال کیا ہوگا	یہی جو رنگ شبِ ہجر کی سحر کی ہوئی
خدا ہی جانے جو ہوتی تو کیا غضب ہوتا	نہونے پر تو یہ چرچی تری کمر کی ہوئی
ہوئین جفائین تو محنت بہت مگر خوش ہون	کہ ختم ظلم تو اس چرخِ کینہ ور کی ہوئی
کچھ ایسی یاس تھی ہم سمجھے قاصد اپنا ہائے	جو ٹکڑی ٹکڑی عدو کی بھی نامہ بر کی ہوئی
جوابِ نامہ سنا ہے کہ غیر لاتا ہے	اگر یہ سچ ہے تو ہم ایک ہی خبر کی ہوئی
تمام عمر بہت کچھ سنا مگر نہ سنا	کہ رحم کھا کے یہ بت بھی کسی بشر کی ہوئی
امید غیر سے کیا ہو جب اپنے دیدہ و دل	ذرا سے لطف مین اوس شوخِ فتنہ گر کی ہوئی
یہان بھی ساتھ ہی ہوگی عدم کو جاتے ہے	عدو کے ساتھ وہان عزم گر سفر کی ہوئی
کہین نظر نہ لگی غیر کی کہ بزم مین رات	نظارے تا بسحر میری چشمِ تر کی ہوئی





خدا ہی جانی کہ کیا کچھ کرینگی ہم تو اب
جو اوسکی دلمین کچھ آثار بھی اثر کی ہوے

مرتی دم بھی عاشقو نسی ناز ہی
سوچ تو یہ کونسا انداز ہی

سنکی آہین میری گھبرا کر کہا
یہ اوسی کمبخت کی آواز ہی

ہی مجھی پر شبہہ افشای راز
غیر بھی تو آپ کا ہمراز ہی

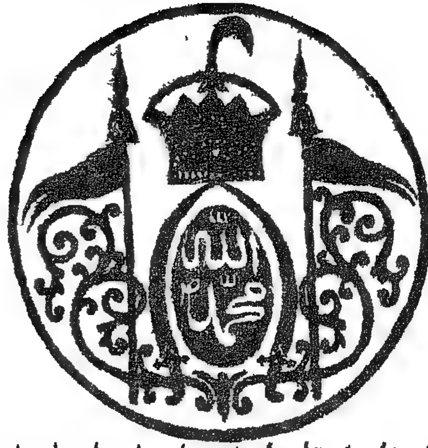
زیست بیماری دوا اوسکی اجل
اوس مسیحا کا یہی اعجاز ہی

یہ نہوتا تو نہ کوئی پوچھتا
دردِ دل پر دلکو کیا کیا ناز ہی

چشمِ میگون سی ہین میخانی خراب
بابِ توبہ کیون ابھی تک باز ہی

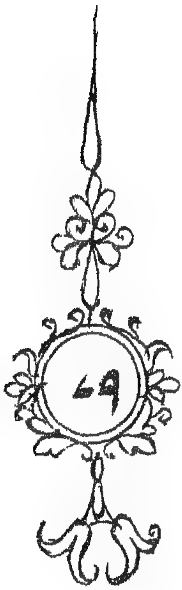
دیکھیی اسکا ہو کیا انجام ہای
جس محبت کا یہ کچھ آغاز ہی



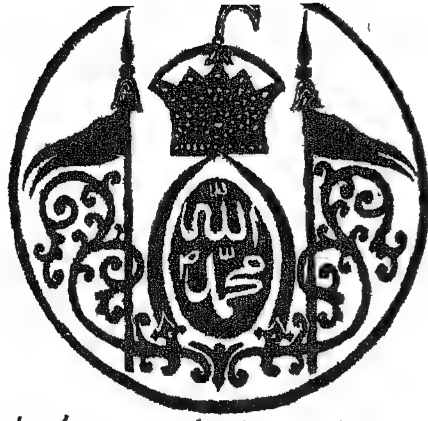


دل مرا لیکر چھپاتی ہو جو تم	یہ بھی کیا کوئی تمہارا راز ہی
ہو زمانی بھر کی رسوائی نصیب	عاشقونکا بس یہی اعزاز ہی

موت پر نواب مرزا ہر گھڑی
یہ بھی جینی کا کوئی انداز ہی



ایسی غارت گر سی یارب دیکھی کیونکر بنی	سیکڑون برباد کر ڈالی ہون جسنی گھر بنی
ناز ہونگی کیسی کیسی جب خاک ہونی پر مجھی	میری مٹی سی اگر دو چار بھی ساغر بنی
مُہر کر دین کاتبِ اعمال بھی بندی تو کیا	ظلم کا تیری زمانی مین اگر محضر بنی
شومیِ طالع سی ہر دم سوچ آتا ہی یہی	وہ گھڑی تھی کونسی جسدم مری اختر بنی
ناز کافی تھا فقط میری لیی حیرتین ہون	قتل کرنی کی لیی کیون سیکڑون خنجر بنی



لذتِ دردِ مصیبت سی مجھی سیری نہو
گر شبِ فرقت قیامت سی بھی کچھ بڑھ کر بنی

تیری آگی بھی نہ چوکی جو ستمگر ظلم سی
مجھسی اوس سی کس طرح ای داورِ محشر بنی

اور تو کچھ بھی نہ آئی شیوہ ہای دلبری
چٹکیان لی لی کی دل مین آپ ہی دلبر بنی

بات بھی اوسنی نپوچھی کوئی ای نواب ہای
گو شکایت کی لیی لاکہون یہان دفتر بنی

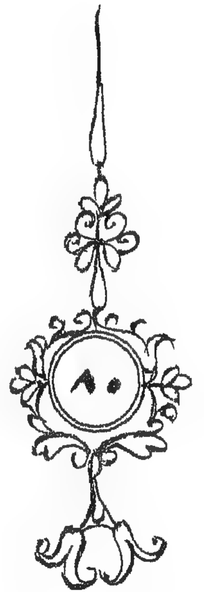
۶۱

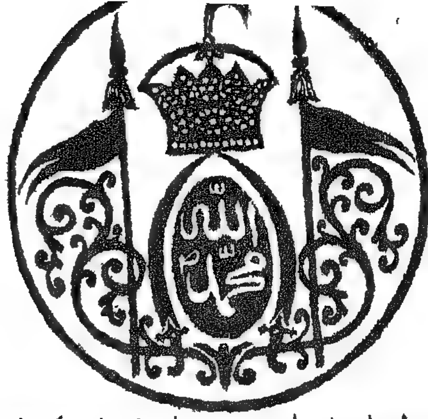
گر خونِ دل مین میری کفن کو بسائینگی
مرقد سی مست ہو کی نکیرین جائینگی

سنتی ہین آج نعش ہماری وہ اٹھائینگی
اب بھی اگر نہ آئی تو پھر کب وہ آئینگی

روزِ ازل نہ سمجھی کہ صورت کشانِ دہر
ایسی درازِ ہجر کی راتین بنائینگی

تھی خواہشِ امتحان کی ضد سی رقیب کی
یہ کیا خبر تھی سچ وہ مجھی آزمائینگی





ای مرگ روزِ وصل ہی تو آج تو نہ آ
ائی شبِ فراق تو خود ہم بُلائینگی

ہنستی ہو میری دیدۂ خونبار دیکھکر
صبحِ شبِ وصال بھی رنگ لائینگی

ہمکو نہ بزمِ عیش مین مہمان کر کہ ہم
آبیٹھین گی تو نالونسی محشر اوٹھائینگی

اوسوقت بھی نہ آیگی کیا موت الحذر
جب وہ مری رقیب کو سامنی اپنی لائینگی

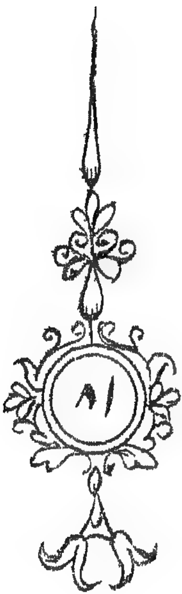
بیتابیون کو دلسی نکالونمین کسطرح
پہلو مین نازسی وہ کسی دن تو آئینگی

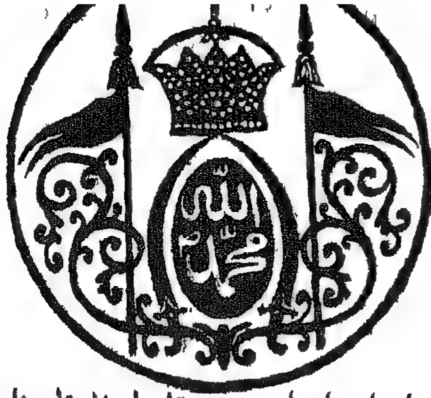
چادرِ کسینی گر نہ چڑھائی تو کیا ہوا
وہ آکی قبر پر مری تیوری چڑھائینگی

جو اشک وصل مین بھی نہ تھمتی تھی ایکدم
اللہ وہ فراق مین کیا رنگ لائینگی

یون دیکھتی نہین وہ تو اونکی جلانیکو
محفل مین ہم رقیبونسی آنکھین لڑائینگی

زنجیر پاؤنسی جو نہ کاٹی تو کیا ہوا
قیدِ حیات سی تو مجھی وہ چھڑائینگی

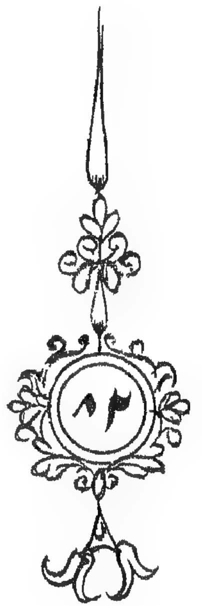




کیا سادگی ہی پوچہا ہون اونہین ہنسی		رازِ وصالِ غیر وہ کیونکر بتائین گی
ایمان و جان تو بچگئی پر اب بہی ہی فکر		دلکو ادا و ناز سی کیونکر بچائین گی
تکلیف ابہی نہ دشت نوردی کی دی جنون		وہ راہ پر نہ آی تو پہر خاک اوڑائین گی
نالونسی اونکی سامنی کچہ فائدہ نہین		اِن باتونسی تو اور وہ دونا ستائین گی

نواب عشق کا نہین کچہ اور اثر نہو
شہرت تو ہم بہی حسن پرستونمین پائین گی

دن ہوا صبح ہوئی شام ہوئی رات ہوئی	٦٩	پر نہ اوس شوخ سی دم بہر بہی ملاقات ہوئی
گالی جہڑکی تو ہمین خیر مساوات ہوئی		بات بڑہ جای گی اعدا سی اگر بات ہوئی
روزِ محشر کی وہین تنگ بدلہ لجائین گی		شبِ فرقت کی اگر کچہ بہی مکافات ہوئی





کیفیت خلق کی کیا ہوگی بتا تو یارب
حشر کی دن بھی ہجر کی گر رات ہوئی

خود وہ گھبرا کی چلی آئیں نہ گھر ناصح
عاشقی یہ نہوئی کوئی کرامات ہوئی

سوجھی فرقت ہی کی ظالم کو جو سوجھی تدبیر
اوسکی وصلت کی فلک سی کوئی گھات ہوئی

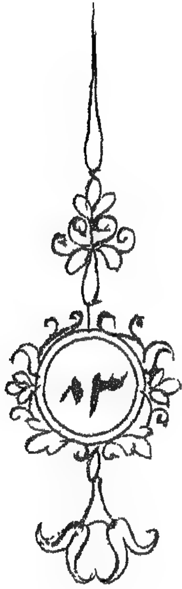
کچھ دل آزاد کبھی ہوتی گرفتار ونکی
خوبرویون سی کبھی ایسی نہ خیرات ہوئی

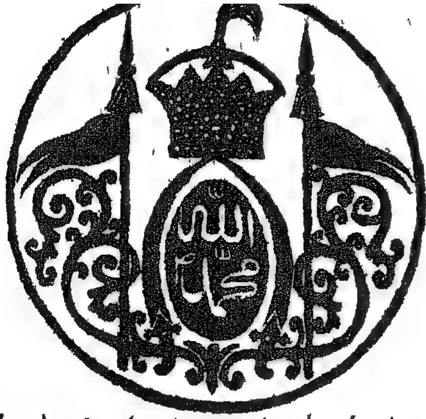
وہ ملی بھی تو رقیبونکی بہیان اکدم کو
بعد مدت کی یہ تاثیر مناجات ہوئی

ہو سحر شام ہی سی چاہتی ہو تم تو آب
ہجر کی شب نہوئی وصل کی یہ رات ہوئی

الفت غیر سی ہرگز وہ پشیمان نہوی
نہوی ہای مری وہ کسی عنوان نہوی

ہجر مین کون سی دن موت کی سامان نہوی
وای قسمت کہ وہ میری کبھی مہمان نہوی





روزِ وصلت کی تو ہین پہنچنی اُسکی لائق
تو کہان جایگی گر ہم شبِ ہجران نہوی

دلِ اغیار مین بہی تجہکو نہ جا بیدیتی
حیف صد حیف کہ ہم تیری نگہبان نہوی

سخت جانی سی ہوی گو مجہی تکلیف مگر
شکر ہی موت کی تو جان پر احسان نہوی

لطفِ وصلت نی شبِ وصل بہلایا سب کچہ
ہای او سوقت مری دلمین کچہہ ارمان نہوی

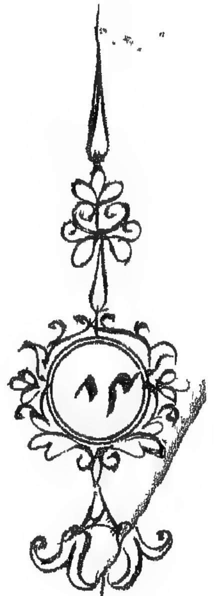
بی نیازی اسی کہتی ہین کہ مجہسی اونسی
وعدۂ وصل تو کیا ظلم کی پیمان نہوی

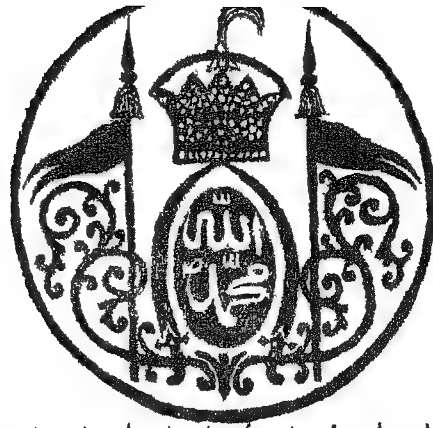
اونکی ناکامی اونہین سی کوئی جا کر پوچہی
جو ادا پر تیری سو جان سی قربان نہوی

خلشِ زخم مین کچہ اور ہی لذت ہوتی
دلمین افسوس ترِی تیر کی پیکان نہوی

کونسی جا یہ سمائینگی بتا تو یارب
میری دل مین جو کبہی وصل کی ارمان نہوی

ہای جی بہر کی تڑپنی کی نپائی لذت
زخمِ دل جتنی ہین اوتنی ہی نمکدان نہوی

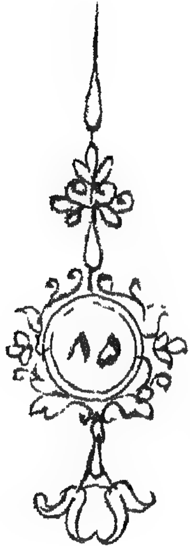




ہوچکا اوس سی مداوا مرضِ فرقت کا | حیرتِ وصل کی جبتشخسی درمان نہوی

بت پرستی کی نچہوٹی کبھی عادت تو اب

کبھی ہو آپی مگر پہنر بھی مسلمان نہوی



۱۱

کون مصروفِ خود آرائی ہی | جسکی اک خلق تماشائی ہی

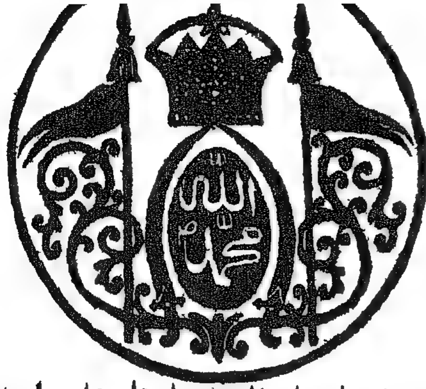
نہ مرون اب تو مروت سی ہی دور | بعد مدت کی اجل آئی ہی

یہ غلط ہی کہ ہی زینت کی لیی | قتل کی واسطی رعنائی ہی

آینہ سامنی آیا ہی آج | ہم ہین اور آپ کی یکتائی ہی

ساری دنیا ہی جو بیگانہ تو ہو | تیری غمسی تو شناسائی ہی

حشر تک جور اوٹھانی کی لیی | مینی مرنیکی قسم کہائی ہی



موت سی خاک ہو دلکو تسکین ہے
تجھسی بھی بڑہ کی وہ ہرجائی ہے

ناتوانی نھین مرنی دیتی
ضعف سی ابتو توانائی ہے

ظالمونسی تو حذر ہو نواب
ربط ہواون سے یہ دانائی ہے

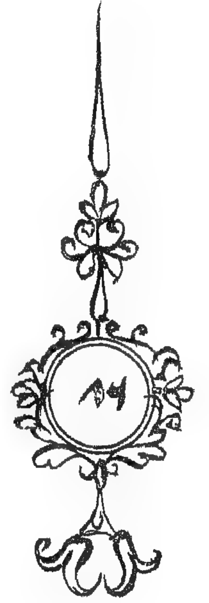
گرہ وہ کیون ہوئی تجویز اب جبین کی لیی
بنی تھی جو تری گیسوی عنبرین کی لیی

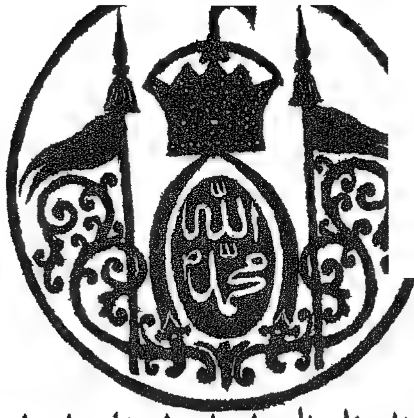
نوید وصل سی خوش ہون مگر یہ ڈر ہی تاہون
نکل نہ آئی بھانہ کوئی نھین کی لیی

شب وصال بھلا اونسی ہو کبھی نکرون
جو لب بنی ہون فقط آہ و آہ و این کی لیی

نہ آئی کام مین یارب جو دامن محشر
تو دی مجھی کو مری جیب و آستین کی لیی

بہت سی اور ہین عالم تری خدائی مین
بنا ہی چرخ الہی مگر ہمین کی لیی



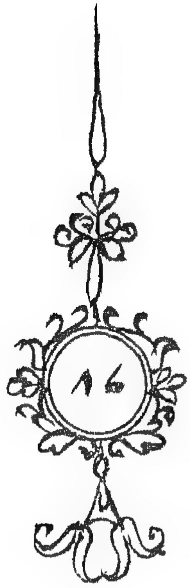


خوشا نصیب جو پڑھتی ہین شکر کی دفتر
ترستی ہمتو رہی ایک آفرین کی لیی

تری بنانی سی شکلِ رقیب بگڑی ہی
دعائین مانگون نہ کیون صد آفرین کی لیی

ہزارون بیٹھی ہین افسوس انکی محفل مین
جگہ نہین مگر اک میری ہمنشین کی لیی

دمِ وصال وہ تڑپی بہت مگر [illegible]
جہانکی بوسی لی مینی بھی وہین کی لیی



۴۳

پیام دی وہ بھلا کس طرح صفائی کی
فریبی پڑی ہون جسی روز کی لڑائی کی

علاج ہوتی جو کچھ بھی غمِ جدائی کی
تو پاؤن پڑتی طلب کی لیی خدائی کی

مجھی تو صبر ملی اپند امبارک ہون
تجھی کو سب تری سامان کبریائی کی

ہماری غیر کی خاطر سی ہوتی ہی [illegible]
وفا سی کھل گئی آثار بیوفائی کی



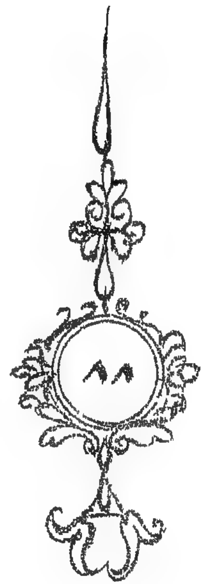
عدو کو یار کی درسی سوی حرم لایا
مجھی بھی یاد ہین کیا ڈھنگ رہنمائی کی

جگہ نہین مری قسمت مین اتنی پھر کیونکر
رقم ہوی ہین یہ صدمی سب جدائی کی

عدو کی آبلون پر باندھی ہی حنا او سنی
پڑین گی پاؤن ہم اپنی برہنہ پائی کی

ہین وہ اسیر نہین ہون کہ مر کی بھی چھوٹون
بھانی سوچتی ہو کیسلیے رہائی کی

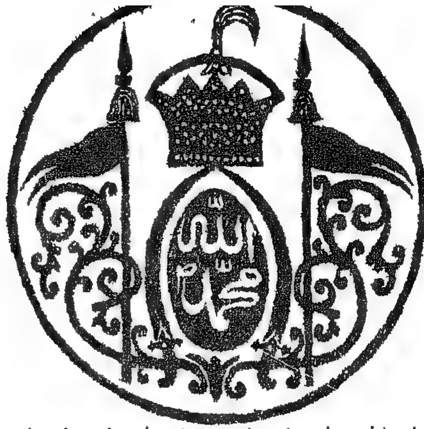
پڑی ہین میکدی کی در پہ آج وہ آفتاب
کہ جنکی دہر مین شہری تھی پارسائی کی

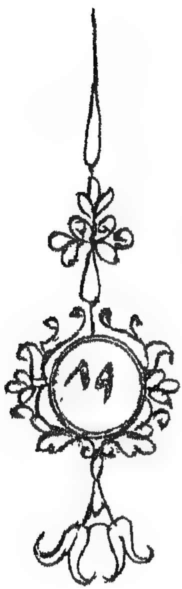


جتنی ہین معشوق سب ہین نام کی
جب نہون عاشق تو یہ کس کام کی

وصل مین ہین لطف دورِ جام کی
عیش کی راتین ہین دن آرام کی

وای قسمت سو گئی میری نصیب
بخت جاگی گردشِ ایام کی





ناصح اس ڈھب سی ملامت کر مجھی
جس سی یاد آئین مزی دشنام کی

میری وحشت سی حرم مین مثلِ دل
ٹکڑی ٹکڑی ہو گئی احرام کی

ہو شبِ محشر سی تیرہ جسکی صبح
ہونگی کیا رنگ آہ اوسکی شام کی

تم بتاؤ تو پتا اپنا ذرا
پھر طریقی ہین بہت پیغام کی

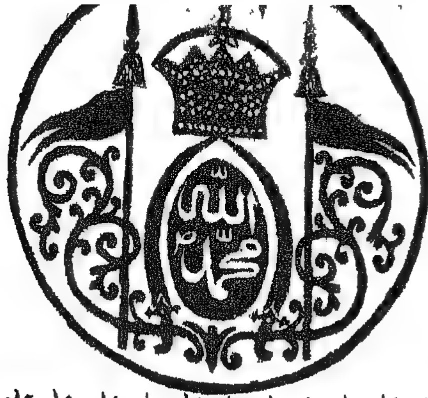
ہم تو ترسین جنبشِ لب کی لیی
غیر اوڑائین یون مزی دشنام کی

سیر ہو جائی گی محشر مین اگر
نکلی دو اک بھی ہماری نام کی

عاشق و رسوا و نواب خراب
سب یتی ہین یاد اوس گمنام کی

۷۵

وصل کا وعدہ اگر تمسی وفا ہونی لگی
پھر تمہین سوچو کہ اوسدم ہائی کیا ہونی لگی



رقصِ بسمل کی تماشی کا جو اونکو شوق ہو
مجھسی بیتابی مین کیا کچھ پیدا ہونیگی

اضطرابِ وصل سی ایجان کیون جاتی ہی تو
اوسگھڑی جانا کہ جبدم وہ جدا ہونیگی

حشر مین تو ساری دنیا کو مٹانا اے خدا
جبکہ میرا اوس صنم سی فیصلا ہونیگی

مسکرایا کون ماتم مین کہ جبکو دیکھکر
روتی روتی خندہ زن اہلِ عزا ہونیگی

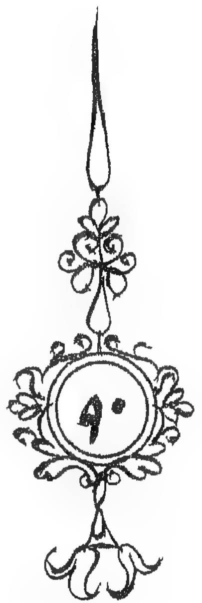
حشر تک لاکھونکی مرنیکی جنہین پروا نہو
دو ہی دن مین مجھسی وہ کیون آشنا ہونیگی

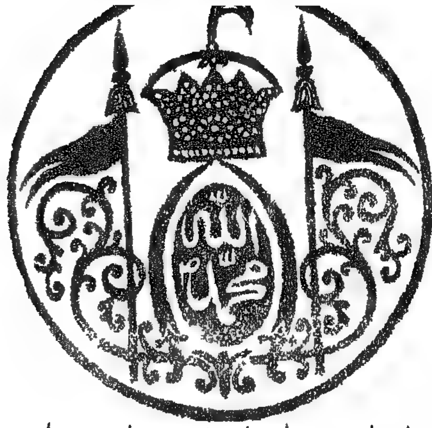
ذکر کیون کرتی ہو میرا بزم مین ایسا نہو
میری ضد سی غیر کا کچھ تذکرا ہونیگی

تم خفا ہو کر چلی جاؤ تو کچھ پروا نہین
حسرت و اندوہ کیون دلسی جدا ہونیگی

کیون نہ وون پہونچے عشق نبھانیکی جا بتنکو
جسکی چرچی خلق مین اب جابجا ہونیگی

یاد کر لینا ہماری حسرتونکو اوسگھڑی





جب کبھی نواب اوس سی سامنا ہو جائیگا

یہان تو چشم تر پر آستین ہی — بلا سی وہ نگہ سحر آفرین ہی ۶۷

دہڑکتا کیون نہین ہی وقت پیدا — کمر کیطرح کیا دل بھی نہین ہی

تمنا بوسہ رخ کی تھی پہلی — لبون پر ابتو آہ واپسین ہی

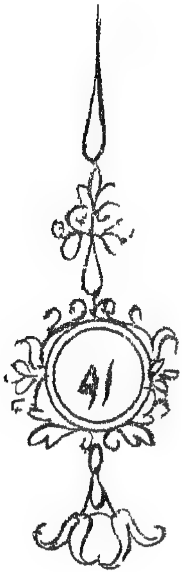
می و مینا و ساقی جام و محفل — سبھی کچھ ہی مگر اک تو نہین ہی

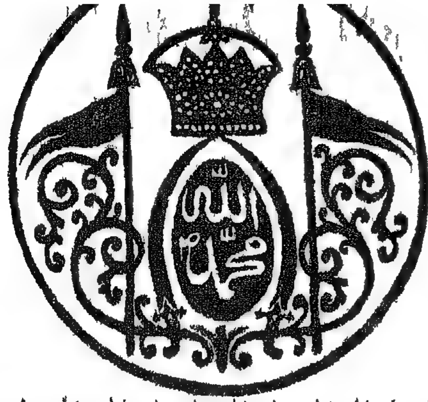
رہائی مر کی بھی غم سی نہوگی — فلک پر کہتی ہین خلد برین ہی

نہ کہاو وعدون پر ایجان قسمین — ملوگی بس چلو دلکو یقین ہی

نہوتا دل تو کوئی غم نہوتا — مرا دشمن تو میرا ہمنشین ہی

نہین دشوار کچھ جی سی گذرنا — تمہین جو چاہی اوسکو آفرین ہی

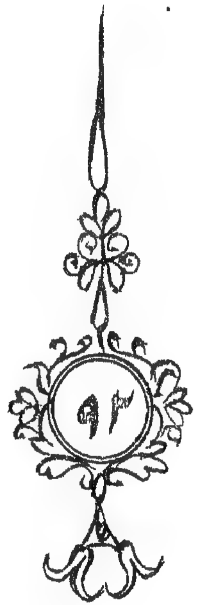


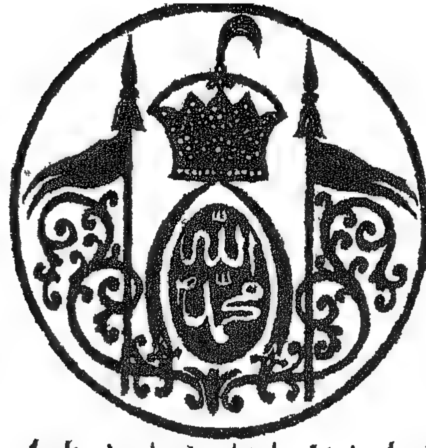


پریشانی ہی میری قابلِ دید | کہین دل ہی کہین جانِ حزین ہی

ذرا نواب ادب سی پاوں کہنا
درِ جانان ہی یہ کعبہ نہین ہی

ناصح نہین انصاف ترے دلمین ذرا بھی | ہی جور ہی پر اوسکی نظر دیکھ ادا بھی
دی بوسہ تو یون لون ترے قدمونکی قسم ہی | تو کیا نہوا آگاہ ترا رنگِ حنا بھی
خوش ہوتی ہین کیا کیا گلۂ جور و جفا سی | جب ذکر وفا کیجیی کہتی ہین کہ جا بھی
قاصد تری قربان ذرا یہ بھی تو کہدی | کچھ دل کی تشفی کی لیی اوسنی کہا بھی
نفرت مری فریاد سی ہی تمکو یہانتک | جب جانون کہ اسکو نہ سُنو روزِ جزا بھی
طاقت ہی رقیبونکی کہ وہ مجکو اُٹھادین | جاؤن نہ تری گھر سی اگر آئی قضا بھی





کچھ حصر نہیں غمزہ و انداز و ادا پر
ہر بات میں کرتی ہیں وہ اک ناز نیا بھی

خنجر کی جراحت سی نہیں ملتی ہی لذت
الماس جو چبھے کو تو بھلا آئی مزا بھی

تسکین نہو اس دلِ نومید کو تو آن
آئی جو تسلی کو مری آپ خدا بھی

ہی ناگوار وصل تو لطف و کرم سہی
یہ بھی نہو پسند تو جور و ستم سہی

لغزش ضرور ہوگی مری سرنوشت میں
گو ہاتھ میں قضا و قدر کی قلم سہی

اغیار تو کہیں گی بڑا سخت جان مجھی
تیری ہی جلوی کی لیے آنکھوں میں دم سہی

انکار رشکِ غیر میں ہی مصلحت تو خیر
یہ بھی تری نہ ملنی کی جھوٹی قسم سہی

آئیں جو خط رقیبوں کو لکھ کر نہیں جواب
مجکو بھی کوئی نامہ کرینگی رقم سہی



کچھ بت پرستیونسی خدا مل نہ جائیگا
کعبی کی پردی مین بھی وہ کافر صنم سہی

نازک مزاج یار ہی خط کو نہ طول دو
دو چار فقری درد و مصیبت کی کم سہی

آب حیات جان کی دی مجکو گالیان
ظالم سوال بوسہ مری حق مین سم سہی

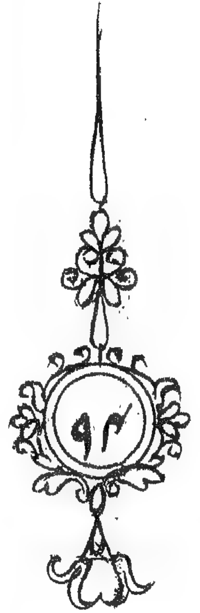
کوتاہی وصال ادہر خوف غیر ادہر
ہمنی اونہون نی شب کو اذیت بہم سہی

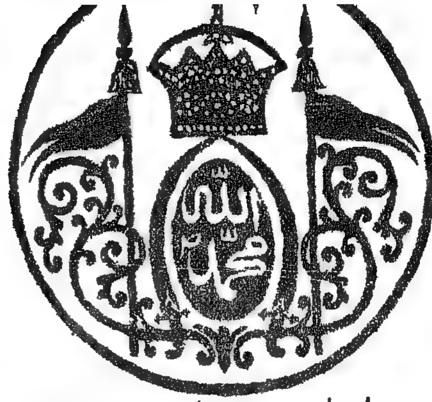
نواب پیشوائی ہی قاصد کی پر ضرور
دس پانچ منزلین نہون دو اک قدم سہی

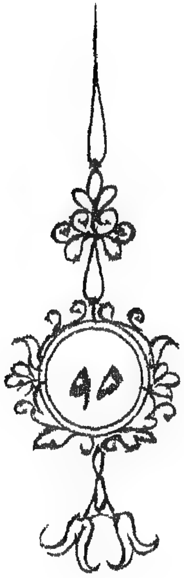
یا مصیبت کی مری دل مین سمائی ہوتی
٧٩
یا شب ہجر زمانی مین نہ آئی ہوتی

بال و پر ہمنی ہلائی نہ قفس مین صیاد
وہ تڑپتا جسی امید رہائی ہوتی

دل بیتاب کی تسکین کی لیی ای قاصد
جھوٹ ہی کوئی خبر تو نی سنائی ہوتی







انتظارِ شبِ غم کی تو نہوتی صدمے
تم نہ آئی تھی تو پھر موت ہی آئی ہوتی

غیر کی آہ مین بھی ہای نہین کچھ تاثیر
یہ بھی ہوتا تو کچھ امید رسائی ہوتی

مانگتا تجھسی خدا جانی مین کیا کچھ اے چرخ
کوئی حسرت بھی اگر دلکی بر آئی ہوتی

اور کیا خاک مین ملجانی سی میری ہوتا
یہی ہوتا کہ ذرا تمسی صفائی ہوتی

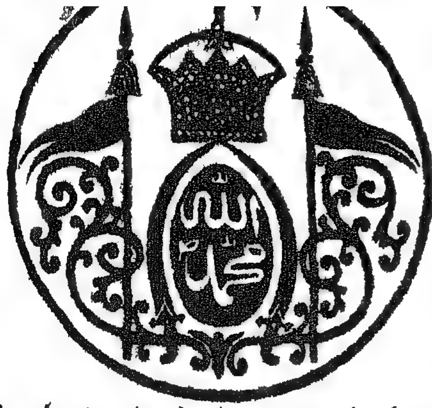
ہون وہ غمدوست کہ نواب کچھ آنسو پونچھتی
میری ماتم مین اگر ساری خدائی ہوتی

۸۰

اوس شوخ سی جو وصل کی سامان ہوگئی
تھی درد جتنی دلمین سب ارمان ہوگئی

گفت و شنیدِ غیر سمجھتی تھی ہم غلط
سرگوشیون سی تیری مگر کان ہوگئی

ایسی کہان نصیب کہ مین چپ ہو تو بھی
کچھ منہ سی تو بتا تری قربان ہوگئی



شکوونکو سننی بیٹھی تھی کس حوصلی سی تم
دُوہی گلون مین میری پریشان ہو گئی

کیا پوچھتی ہو کیا تری دلپر گذر گئی
جو ظلم ہو گئی وہ مری جان ہو گئی

دشوار اونکی وعدی تھی گو غیر ہی سی تھی
مشکل یہ ہی کہ وہ بھی تو آسان ہو گئی

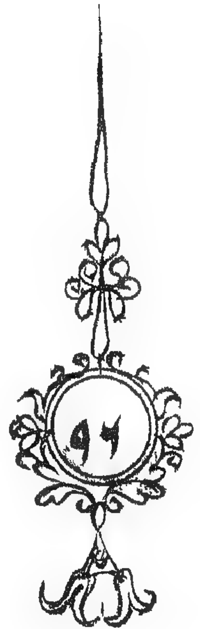
ایسو نسی دلکو جاک تمنای وصل ہو
جو عہدِ وصل ہی سی پشیمان ہو گئی

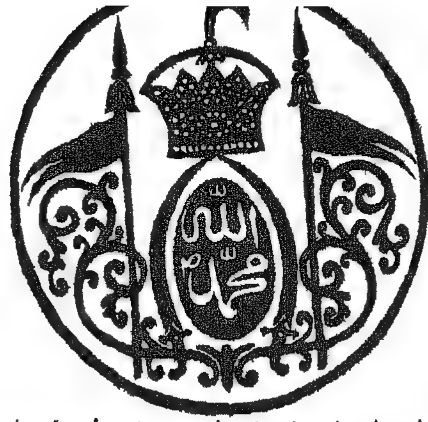
گو ہم تڑپ کی مر گئی شوقِ وصال مین
اغیار پر تو آپ کی احسان ہو گئی

حیرت بھی میری قابلِ حیرت ہی دوستو
جسکو وہ رات دیکھکی حیران ہو گئی

کنجِ لحد مین کیسی وہ راحت سی ہو نگی آہ
پچھلی نگہ مین جو تری قربان ہو گئی

نواب محو ہو گئی کیا کفر کی مری
ضد سی بتونکی تم جو مسلمان ہو گئی





ساری خلقت فنا نہو جای | تم جو چاہو تو کیا نہو جای

بیگنہ قتل کرتی ہو دیکھو | کوئی مجھسی خطا نہو جای

آہ سی دیتی ہو مثال کہین | زلف بھی نارسا نہو جای

تم نہ ملنا مری گلی جب تک | درد دل سی جدا نہو جای

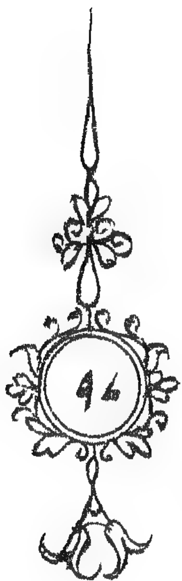
اثرِ آہ سی یہی ہی خوف | بیوفا باوفا نہو جای

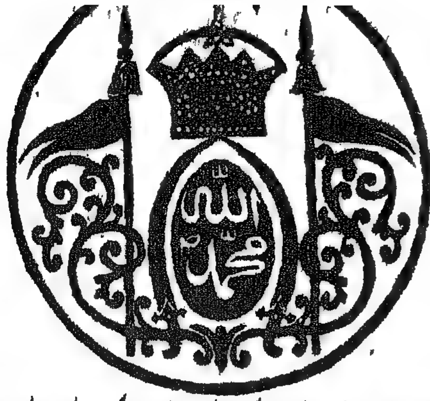
لیگئی ہی صبا تری خوشبو | گل چمن سے ہوا نہو جای

وصل مین ای سحر نہ آ جب تک | صبحِ روزِ جزا نہو جای

آینہ دیکھتی تو ہو دیکھو | حال میرا ہی سا نہو جای

اوسکو مغرور تو نکر نواب





کہین کافر خدا نہو جائی

۸۲

لذتِ وصل اگر ہجر مین پیدا ہوگی
شب تو کیا روزِ جزا اسی بھی ایذا ہوگی

خوابِ راحت کی مری ہونگی اوسی کو حاصل
جسکی پہلو مین تری زلفِ چلیپا ہوگی

کسطرح ٹوٹی گی پھر اوسکی حیا ای واعظ
وصل کی رات بھی گر حرمتِ صہبا ہوگی

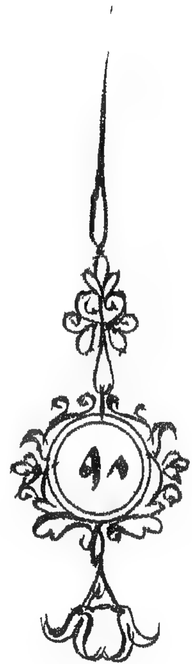
دیکھتی وقت وہ تصویر نسمجھی کہ ہی
صورتِ رنج اسی شکل سی پیدا ہوگی

کیون ڈرون ہجر سی امید کی ہو عمر دراز
بڑھ کی کیا اس سی بھی یا صبح شبِ یلدا ہوگی

کون حسرت کو مری روزِ جزا دیکھی گا
ساری خلقت تو وہان محوِ تماشا ہوگی

بند کر دی گی وہین ضعف کی قوت افسوس
چشمِ حسرت زدہ حیرت سی اگر وا ہوگی

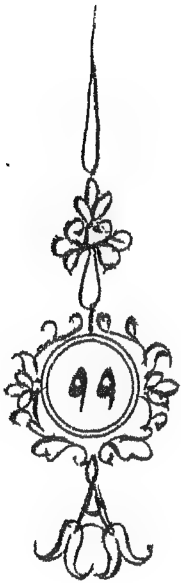
تیری کوچی مین اگر دفن نہونگا تو ضرور
وحشتِ دل سی مری قبر بھی صحرا ہوگی





زیست مین مجھسی تغافل ہی تو ہوی نواب
بعد مرنیکی بھی کیا اونکو نہ پروا ہوگی

یارب بنا ہی غیر بھی بیداد کی لیی | یا ہی فقط یہ مجھسی ہی ناشاد کی لیی
ای رحمتِ عمیم ذرا دیکہ تو کہ مین | آیا ہون کس امیدسی فریاد کی لیی
کیا مانگون اپنی بگڑی نصیبونکی واسطی | ہین خوبیان تو حسنِ خداداد کی لیی
نکلا نہ کوئی کام کبھی اس سی الحذر | ہو اور چرخ عالمِ ایجاد کی لیی
کیا ناز ہونگی اوسکو کہ جسنی دمِ اخیر | بوسی تڑپ کی دامنِ جلاد کی لیی
اس عشق کا برا ہو کہ صدمی اوٹھا ئی ہین | شیرین نی کیسی خاطرِ فرہاد کی لیی
ملتی ہین کچہ عجیب اسیرانِ لذتین | کیونکر دعائین مانگون نہ صیاد کی لیی



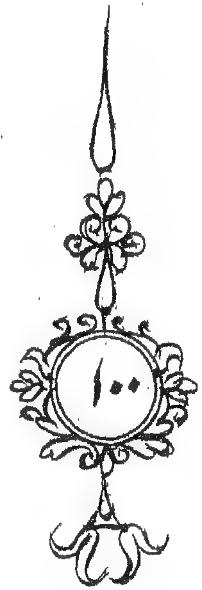


پامال ہو جفای فلک سی تو تھی | وہ دل بنا ہو جو تری بیداد کی لیی

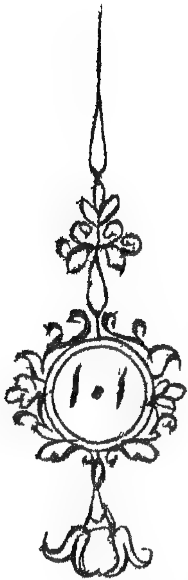
کیون اونکی شکل دیکھتی ہی محو ہو گئے
نواب تمنا تو آی تھی فریاد کی لیی

۴۴

ہوئی اک مجہی سی یہ شہرت تمہاری | غضب ہو جو عاشق ہو خلقت تمہاری
ذرا تم بھی سن لو کہ آئی ہی لب تک | بڑی مشکلون سی شکایت تمہاری
ہوا ہی بہت طول فرقت کو ڈر ہی | کہین بہول جائی نہ صورت تمہاری
اگر زاہد وہ ہون نہ جلوی بتونکی | تو جائی جہنم مین جنت تمہاری
ملانا ذرا خاک مین سوچ کر تم | بھری ہی اسی دل مین حسرت تمہاری
بھلا کیا ڈرونگا مین جور و جفا سے | کہ یہ تو ہی مدت سی عادت تمہاری







نہین ہی نہین ہی شرارت سی خالی
یہ چپ بیٹھنا اور حیرت تمہاری

رُکاوٹ سی کھنچنا لگاوٹ سی ملنا
کوئی مجھسی پوچھی شرارت تمہاری

ہزارون ہی نقشی زمانی نی بدلی
نہ بدلی مگر اک طبیعت تمہاری

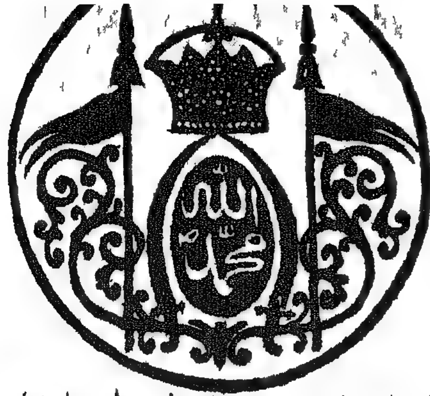
حذر کرتی ہی جس سی نوخلقت اب
ہوی عاشق او سیر یہ قسمت تمہاری

مری مرتی ہی بدلی عادت تمہاری
گئی اب کدھر وہ شرارت تمہاری ۸۵

جو میری سی ہو جای حالت تمہاری
تو ہو قابلِ دید صورت تمہاری

خدا جانی کیا کچہ دکھائی گی ہمکو
شب وصل مین یہ نزاکت تمہاری

ذرا مجکو مرنی تو دو دو ہی دن مین
رہیگی نہ کوئی یہ خصلت تمہاری



قیامت مین جب دیکھتا ہون بلائین
تو یاد آتی ہی مجکو فرقت تمہاری

ذرا میری اشکونکو آنکھونمین رکھلو
کہ دیکھون مین جی بھر کی صورت تمہاری

شبِ وصلِ دشمن کی ساری حکایت
بتا دی گی مجکو خجالت تمہاری

عزیز اسکو رکھون نہ کیونکر جانسی مین
بہت دل نی کی ہی رفاقت تمہاری

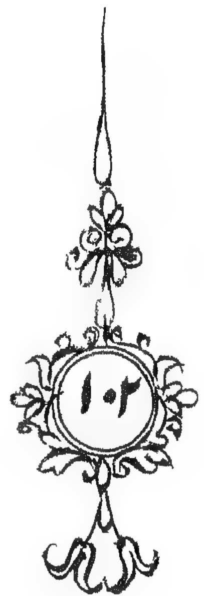
قیامت کی فتنونسی کیون ڈر ہو مجکو
کہ انسی تو بڑہ کر ہی فرقت تمہاری

غمِ دل سی نواب آخر ہوئی ہی
ہوئی غم سی آخر یہ حالت تمہاری

٨٦

مرتی دم اوسکی تصور سی جو آسانی رہی
روح کو بھی میری مدت تک پشیمانی رہی

میری پہلو مین بھلا کیونکر اوسی چین آیگا
تیری زلفونمین بھی جسب دلکو پریشانی رہی





ہجر میں پائی تھی دلنی بسکہ ویرانی مری
وصل میں بھی گریۂ شادی کی طغیانی رہی

ہو دمِ بسمل الٰہی یہ نصیبِ دشمنان
مدتوں تک تو مری دل میں گرانجانی رہی

موت کی وصلت سی شاید چین دلکو ہو تو ہو
جیتی جی تو ہجر میں تکلیفِ روحانی رہی

وصل میں سکتہ ہوا تو کیوں دکھایا آئینہ
جس سی میری روح کو تا حشر حیرانی رہی

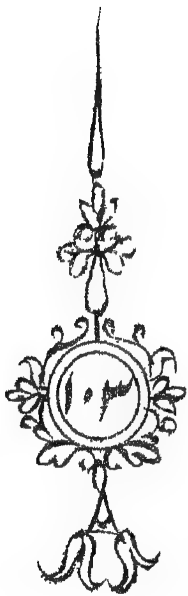
وحشتوں کا یا الٰہی یوں ہیں ہو خانہ خراب
انکی ہاتھوں جیسی میری گھر میں ویرانی رہی

دامنِ محشر سی پوشیدہ کرونگا تن بدن
مر کی بھی نواب اگرچہ فکرِ عریانی رہی

۸۷

نیچی نگہ کو دیکھکی اک خلق مر گئی
شوخی تمہاری شرم کی کیا کام کر گئی

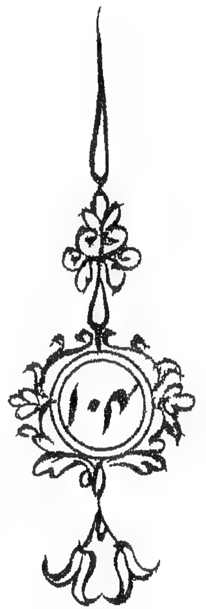
غافل نہ جان تو مجھی محفل میں ہمنشین
دل بھی وہیں سمجھ کہ جدھر وہ نظر گئی



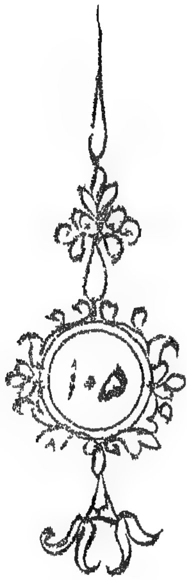


فکر حیا و خوفِ غم اندیشۂ سحر	ساری شبِ وصال اسی مین گذر گئی
خواہش ابھی ہی زیست کی پر کیا کرین ہم	مرنی ہی کی جو عشقِ بتان مین ٹھہر گئی
زاہد مجھی تو عشق سی کرتا ہی منع تو	تیری عبادتون سی طبیعت نہ بھر گئی
آنا ہو تجکو مرگ تو آنا اوسی گھڑی	جب وہ کہی کہ نعش عدو کی کدہر گئی
فرقت مین چارہ گر ہی اسی سی تو زندگی	مر جاؤنگا جو لذتِ زخمِ جگر گئی
آہی چکی تھی ہای قیامت جہان مین	لیکن شبِ فراق کی ظلمت سی ڈر گئی
الزام دیتی داورِ محشر کو حشر مین	مشاطہ کیون بناو سی تیری بگڑ گئی
ہر چند موت آئی شبِ وصل مین مگر	دلکو خوشی ہی اس سی کہ فکرِ سحر گئی

کافر بتونکی ایک ہی جلوی سی ہو گئی







نواب ابتلا و وه طاعت کدهر گئی

دمِ اخیر بڑا صبر کا یہ احسان ہے / کہ میری قتل سی قاتل مرا پشیمان ہے

پیٔ رقیب ہی کیون قتل کا یہ سامان ہے / ادہر بھی آیئی میری بھی تو دل و جان ہے

جو مر بھی جاؤن تو دلمین ترے نہ آئے کبھی / خیال کا بھی مری کیا کوئی نگہبان ہے

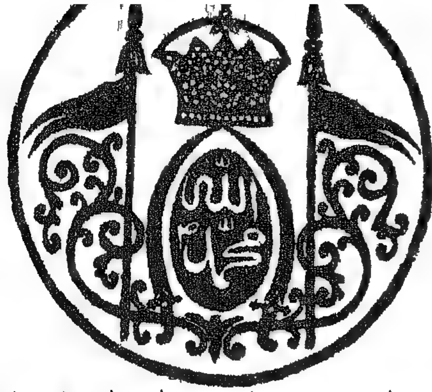
سوای یاس نچھوڑینگی دلمین شک سی مجھے / سنا یہ ہی کہ عدو کو بھی کوئی ارمان ہے

بتا تو شامِ قیامت تجھے خدا کی قسم / کہ تیری بعد بھی پھر کوئی صبحِ ہجران ہے

نہ اونکی سامنی لی نام تو مرا قاصد / فقط یہ کہدی کہ کوئی بہت پریشان ہے

لیی ہی حشر مین گر خلق نامہ ہای عمل / یہان بھی ہاتھ مین اک پارہ گریبان ہے

ہی امر سخت مگر دیکھو مرتی ہین کیونکر / تم اپنی منہ سی تو کہدو کہ یہ بھی آسان ہے



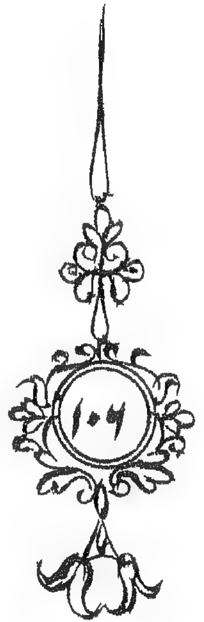
خیالِ غم سہی نہ وصلت مین کچھ بڑھی زیان
فراق کا تری اک یہ بھی مجھپر احسان ہے

کوئی طریقِ ندامت بھی اب نکال فلک
جفا پر اپنی تو وہ مدتو نسی نازان ہے

کہون مین کیا تری بیرحمیونکو ہای کہ تو
خدا سی بھی جو نہ چوکا وہ نا مسلمان ہے

بیانِ عشق مرا سب خیر افترا ہی سہی
رقیب چاہتی ہین تمکو یہ بھی بہتان ہے

مآل عشق مین نواب ہای کیا ہوگا
ترا تو حال ابھی سی بہت پریشان ہی



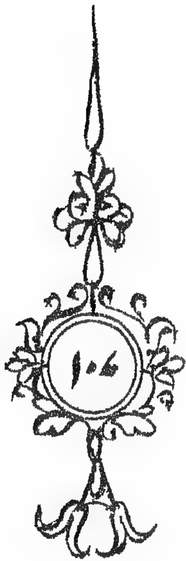
۸۹

آینی کو دیکھتی ہی اور تیور ہو گئی
آج ہم تم دونون حیرت مین برابر ہو گئی

ایسی لذت تھی تری جور و ستم مین دیکھکر جستجو
رحم دل ساری زمانی کی ستمگر ہو گئی

دوست تو کیا دشمنونکی بھی نہ آئی ان پر مصیبت
ہجر کی ہاتھون سی جو صدمی کہ مجھپر ہو گئی





وعدہ ہای وصل مجھسی گو سراسر جھوٹ تھے
پر اداؤن سی کی وہ بھی تو باور ہو گئی

دیکھیے اب خاطرِ اغیار سی کیا ہوتا ہی
ظلم تو اتنی ہوی ہمپر کہ خوگر ہو گئی

ٹکٹکی جب بندہ گئی رخسارِ جانانکی طرف
موی مژگان بھی نگہ کی حق مین خنجر ہو گئی

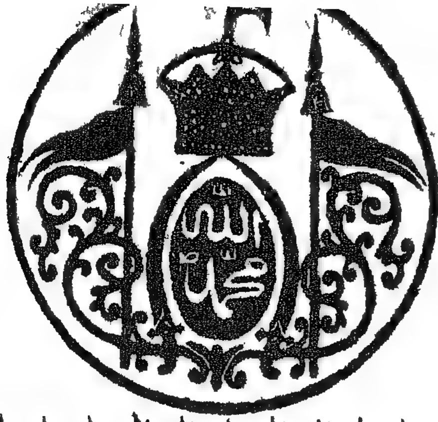
رحم کر ای جوشِ رقت خد بھی تر ہونیکی ہی
جیب و دامن تک تو اشکونسی ہی تر ہو گئی

رات آئی گی تو ہو گا ہای کیا اسکا علاج
روزِ فرقت مین تو سو حیلونسی جانبر ہو گئی

دشمنونکی حال پر لطف و کرم کیونکر نہو
ساری دنیا کی تو جور و ظلم مجھپر ہو گئی

تم تو تھی ہر بات مین نواب اک آفت کی چیز
کیا ہوا جو دو ہی دن مین ایسی مضطر ہو گئی

ہجر مین کہنا تو یہ خاطرِ اعدا سی ہی
۹۰
وصل کا وعدہ بھی آپا اونکی ایما سی ہی



خوف عقبیٰ سے نہ کچھ کاہش غم دنیا سے ہے
صدمہ دل پہ صرف تیرے ہجر کی ایذا سے ہے

وقت نظارہ بنی ہوتی سراپا چشم شوق
دید کی مجکو شکایت اپنی ہی اعضا سے ہے

ایک ہی معشوق ہی عاشق ہی جسپر ساری خلق
لاگ زاہد تجکو ناحق کافر ترسا سے ہے

وہ جو آجاتی تو یہ ہو جاتی دم بھر مین تمام
حشر کو بھی دشمنی میری شب یلدا سے ہے

عرش سے تا فرش ہو جب جا نہ بھی تسکین دل
وحشتون مین مجکو شکوہ تنگی صحرا سے ہے

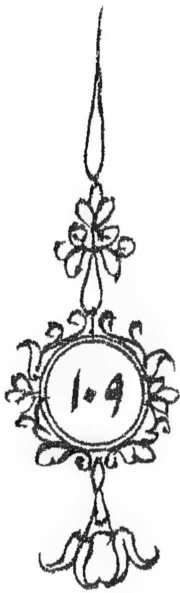
زن ہو جاتی تو ملتی قتل کی پھر بھی مری
تجھسی کیا یہ گفتگو تو حضرت عیسیٰ سے ہے

حرمت مے کرچکا واعظ ذرا یہ بھی بتا
رونق بزم طرب کیون ساغر و مینا سے ہے

بعد مرنے کی مین ای نواب ہون خاک بقیع
یہ گزارش میری شاہ یثرب و بطحا سے ہے







بنی نہو جو مصیبت کبھی کسیکی لیے
ہلی فراق ہین یارب وہ دل لگی کی لیے

رولادی تو ہی ذرا مجکو شاکِ غیر کرو
بہانہ ڈہونڈہتی ہین بزم مین ہنسی کی لیے

نہین ہی رحم کی قابل مری وفا سنہی
قصور تو ہین بہت سی ستمگری کی لیے

یہ نارسائیِ قسمت کہ جب بُلاتی ہو
تو غیر ہوتی ہین آمادہ ہمرہی کی لیے

تم اور لیکی کسی دل کو پھیر دو کیا خوب
یہ فقرہ بھی ہی فقط میری دلدہی کی لیے

شبِ فراق مین آنی کی کیون نہ کی تعلیم
بنائی موت تھی یارب جو زندگی کی لیے

فلک نہ کر مری خاکِ لحد کو تو برباد
کوئی جگہ تو رہی ہای بیکسی کی لیے

عبث ہین عیش کی شکوی نہین بھی اے نواب
یہ غم نہین ہی جو مشکل ہو ہر کسیکی لیے



نہ آئی کسی پر طبیعت مری ۹۲ تمہاری سوا ہائی شامت مری

مگر تمنی دیکھی ہی صورت مری کہ کرتی ہی خلقت زیارت مری

بہت کچہ سُنا ہی تمہاری لیی ذرا تم بھی سُن لو مصیبت مری

وفا کی طرح کیا نہیں آشنا جو تم پوچھتی ہو حقیقت مری

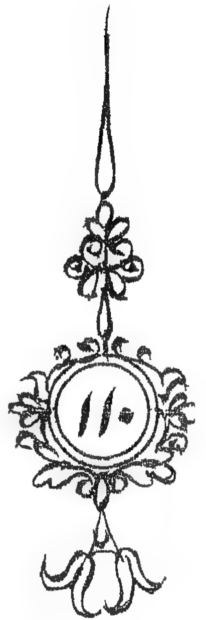
نہ پاجای لذت کہیں ظلم کی نہ کرنا عدو سی شکایت مری

یہ روزِ ازل کیوں بنائی تھی ہای جدائی تری اور قسمت مری

کسی سی نہ کوئی محبت کری دمِ نزع ہی یہ وصیت مری

وہ بھولی سی آجای شاید کبھی بنی کو بکو ایک تربت مری

نزاکت سی تیری نہیں یہ امید کہ دل میں تری ہو شکایت مری





عجب ناز خانگو تھا اوس گھڑی
بنائی تھی جسوقت قسمت مری

نکل جائے گی فرط لذت سی جان
نہ کر اس ادا سی عبادت مری

بتا تو ہی ای شوق پھر کیا کرون
جو آئی پسند اوسکو فرقت مری

خدا جانی نواب کیا کچھ کہون
جو وہ مجھسی پوچھی حقیقت مری

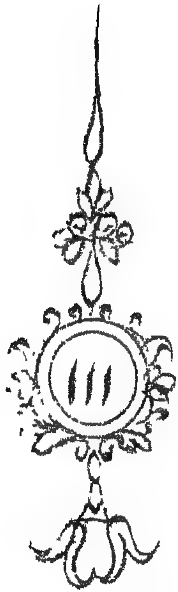
۹۳

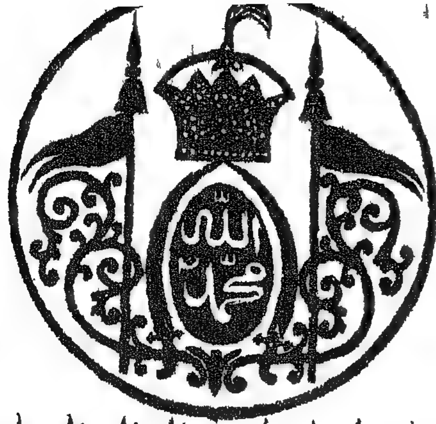
تم اگر ہمکو باوفا کہتی
ہم خدا جانی تمکو کیا کہتی

دیکھین ہوتا ہی دن بسر کیونکر
شب تو گذری خدا خدا کہتی

حسرت اسمین تمہاری ہی ہی
دل کو کیونکر بھلا برا کہتی

کچھ بھی ہوتی اگر رقیبون پر
تو جفا کو بھی ہم وفا کہتی



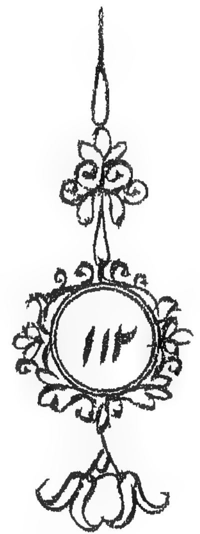


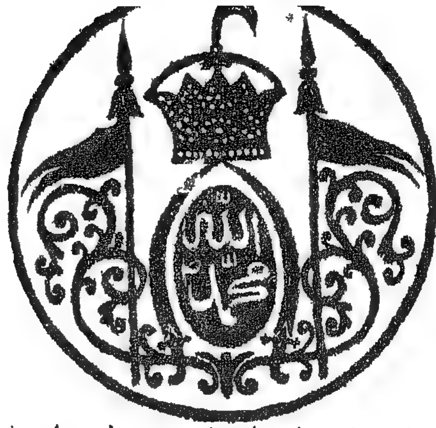
حال میرا نہ سنتی وہ نہی	کاش اپنا ہی مدعا کہتی
آہ سی دیتی ھم اگر تشبیہ	زلف کو بھی وہ نار سا کہتی

غیر کا حال دیکھکر نواب
چپ نہ رہتی تو اور کیا کہتی

۹۴

مرقد تو عاشقونکی تہِ آسمان رہے	وہ کیا کری نہ کوئی بھی جسکا نشان رہے
لیلی رہی نہ قیس کی باقی نشان رہے	افسانی تیری ظلم کی ابی آسمان رہے
رونیسی مدعی کی گلی سی لگی ہین وہ	یارب مری بھی عزتِ آہ و فغان رہے
دلکو جلاؤ قتل کرو غیر سی ملو	باقی نہ جمین کچھ ہوسِ امتحان رہے
اپنی خیال کی ہی یہ تاکید آنکھ سی	تا خواب کا بھی ہجر مین اک پاسبان رہے





پڑتی نہو جو آنکھ سو اتیری چوپر
افسوس درد و غم ہین وہی خونفشان رہے

اک وہ ہین ساری عمر رہی جنکو نشاط مین
اک ہم ہین بعدِ مرگ بھی جو نوحہ خوان رہے

سجدی کیرینگی مرغِ گرفتار بار بار
کنجِ قفس مین کچھ جو مری استخوان رہے

کیا تھی کہ صبحِ شبِ وصل مدعی
وہ پوچھتی ہین مجھسی کہو تم کہان رہے

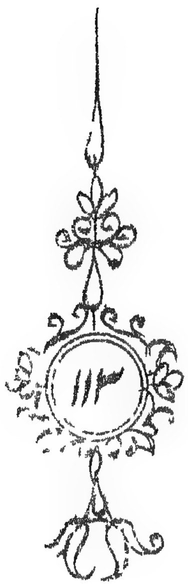
وہ لطف ہر تڑپ مین اوٹھائی کہ کچھ نہ پوچھ
مقتل مین کس مزی سی تری نیم جان رہے

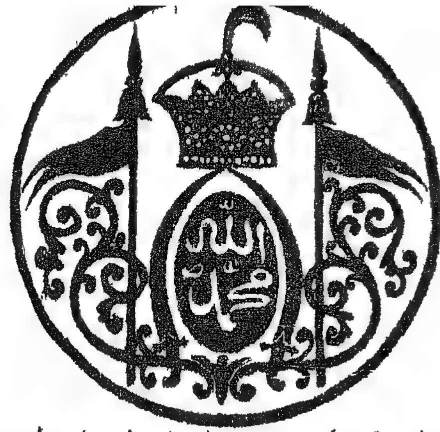
اتنا بھی اب لحاظ نہین جب کہا کہ رات
گھر غیر کی رہی تو وہ کہتی ہین ہان رہے

مجکو اوٹھا دیتی ہو کیون اپنی در سی تم
مرنی کی واسطی بھی کوئی ناتوان رہے

دارین مین نپوچھی جسی کوئی اے خدا
انصاف کر کہ چین سی بھی وہ کہان رہے

نواب اسی سی کام ہی لیا جز ان کی





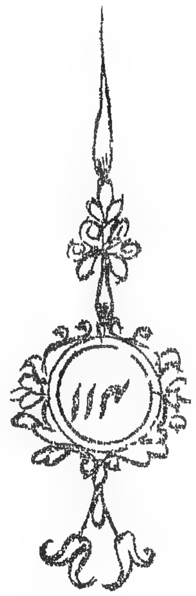
دلمین شکایت ستم آسمان رہی

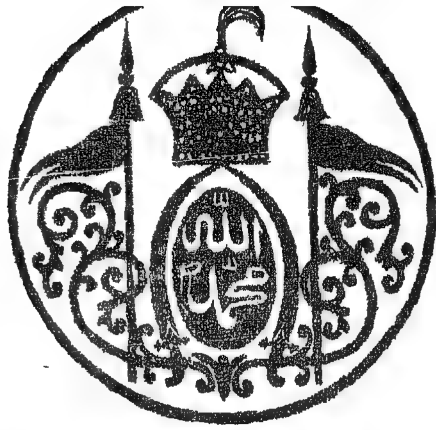
تنہا نہین فسون سی وہ گیسو بہری ہوی | ۹۵ | آنکہونمین بہی غضب کی ہین جادو بہری ہوی
حیران ہون کہ بیٹہو گی محفلمین کس جگہ | | میری تو زخم دل سی ہین پہلو بہری ہوی
ساقی یہ ہی تکلف اوٹہا اپنی جام کو | | کافی ہین بس شراب سی چلو بہری ہوی
تیری شہید ناز کی تربت بنی کہان | | ہین کو بکو تو کشتہ ابرو بہری ہوی

نواب روی غیر کو تکتی تہی وقت مرگ
کن حسرتون سی آنکہونمین آنسو بہری ہوی

فرد

قیامت ہی وہ نعش غیر پر بہر بیٹہ رو دی | | اثر کت سی گران ہو جسکی ہونٹون پر تبسم تک





یہ غزل قریب ختمِ طبعِ دیوان ارشاد ہوئی تھی لہذا علیحدہ درج کی گئی

قتل کرنی میں مری تجھکو تامل ہو گیا
سخت جانی دیکھ اسکا بھی تحمل ہو گیا

عیش کی پیغام سی تو تم بگڑتی ہو بھلا
کیا کرو گی گر مجھی غم پر توکل ہو گیا

انتظارِ مرگ کی کمبخت کوئی حد بھی ہی
خاتمہ میرا ابھی کیا بستر اٹھا قل ہو گیا

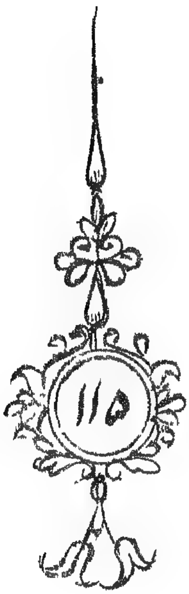
چاہیں جائیں یا نجائیں وہ سوم میں غیر کی
عزم ہی کرنی پہ اپنا تو یہان قل ہو گیا

رات ہم فریاد کرنیکو خدا کی روبرو
جا ہی پہنچی تھی مگر کچھ سوچکر تامل ہو گیا

تیری گردن تو مری لسی بھی نازک ہی سوا
اس سی کیونکر خونِ عالم کا تحمل ہو گیا

جان دیگا تو عدو پر میں مرونگا موت پر
سیر ہو گی گر مرا تیرا تقابل ہو گیا

دیکھکر نعشِ شہیدِ ناز دوشِ حور پر
مرحبا کا شہرِ خاموشان میں بھی غل ہو گیا

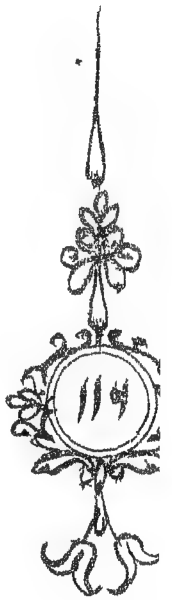




حلقۂ زلف مسلسل ہی کی ہر دم بحث ہے
یہ بھی ای نواب کیا دور تسلسل ہو گیا

قطعات تاریخ طبع

نتیجۂ فکر منشی امیر احمد صاحب امیر



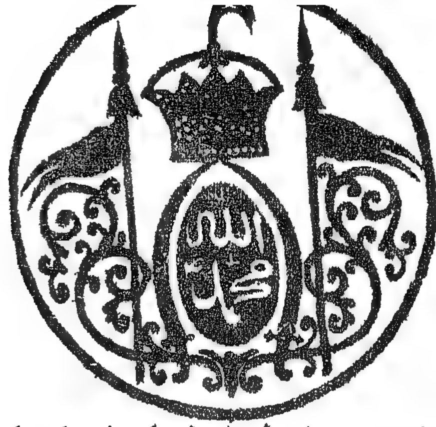
نواب مستطاب جنہیں کہتی ہین ملک
یکتای روزگار ہی فخر زمن ہی یہ

ذہن و ذکا و طبع رسا سب ہین بیعدیل
شاہ سخنوران ہی وہ سچا سخن ہی یہ

سر سبز اوسکی دم سی ریاست ہی اسقدر
رضوان مقر کہ خلد سی بہتر چمن ہی یہ

اللہ کیا غریب نوازی کی شان ہی
کہتا ہی ہر غریب کہ میرا وطن ہی یہ

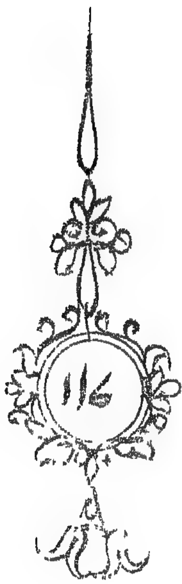
اردو مین چھپ گیا جو یہ دیوان پانچوان
ہر شہر مین مقولۂ ارباب فن ہی یہ



سب شعر انتخاب ہین سب شعرا لاجواب	ہی کارنامہ رونقِ ہر انجمن ہی
تاریخِ ختم و طبع کہی ہینی یہ امیر	دیوانِ پنجم شہ ملکِ سخن ہی

نتیجہ طبع میر ضامن علیصاحب جلال ۱۳۰۱

حبذا جلوہ عروسِ سخن	ہی معانی ہین شانِ محبوبی
نظم والا کی طبع کی ہین جلال	نام و تاریخ دفتر خوبی ۱۳۰۲



نتیجہ طبع منشی امیر اللہ صاحب تسلیم

زہی نظمِ نوابِ جم بارگاہ	پناہِ جہان و جہان پناہ
برومند جاہ و زر و مال سی	تنومند نیر ہی اقبال سی
شب و روز مانند شمس و قمر	سریر فلک پایہ پر جلوہ گر



مرادون سی دل خرم و کامیاب | ہواخواہ آباد حاسد خراب

یہ دیوانِ پنجم ہوا جب تمام | چھپا صاف و خوشخط بصد اہتمام

دمِ ختم تسلیم آیا خیال | ہوئی فکرِ تاریخ دلکو کمال

کیا عرض یون سالِ مطلوب ہے | یہ بیمثیل دیوان چھپا خوب ہے

۱۳۰۲ھ

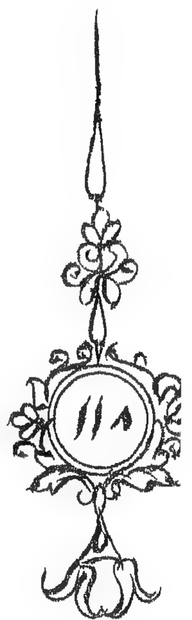
نتیجہ طبع منشی انوار حسین صاحب تسلیم

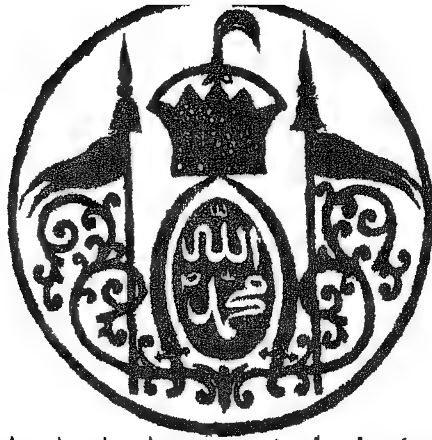
کشورِ معنی مین ہین نواب شاہ | کوئی کرسکتا نہین ہی ہمسری

لوح شویون مین ہی اوسکی عسجدی | اوسکی مدحت مین ہی عاجز انوری

سنکی بانگِ طبع دیوانِ حضور | حاضر آئی زہرہ طلعت مشتری

لو چھپا دیوانِ پنجم شاعرو | پانچوین آئی تمہاری مشتری





چلبلاہٹ کی بھری مضمون ہین	شوخیِ الفاظ پروازِ پری
روزمرہ مین عیان ہی قلقلی	ہی نہان ترکیب مین آفتگری
معنی رنگین سے ہی مصرع شوخ	ایک نازک شاخ پہولونکی بھری
عرض کر تسلیم اب تاریخ طبع	ہی یہ جانِ شعر و کام شاعری

١٣٠٢ھ

وله

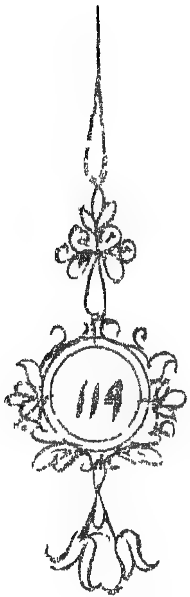
جو پوچھی کوئی سالِ طبع دیوان	کہو تسلیم نظم گوہر آگین

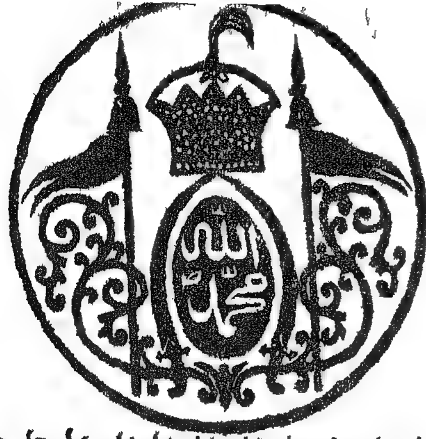
١٣٠٢

نتیجۂ طبع منشی للتا پرشاد صاحب قدر میر منشی محکمۂ عالیہ صدر

مری حضور کا دیوان ہمشان چھپا	ہر ایک بیت ہی گویا نگار خانۂ عصر
کہا یہ قدر نی تاریخِ طبع کا مصرع	کلام داورِ دارا حشم نگارِ عصر

١٣٠٢



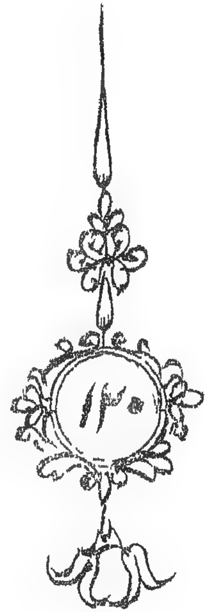


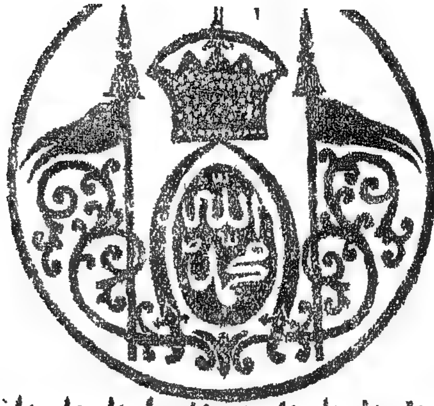
نتیجۂ طبع محمد نیاز علیخان صاحب ناظر محکمہ عالیہ صدر

واہ کیا خوب چھپ گیا دیوان	نہین جسکا کوئی عدیل و نظیر
پھر تاریخِ طبع ناظر سے	کہا ہاتف نی حیطۂ تسخیر ۱۳۰۲

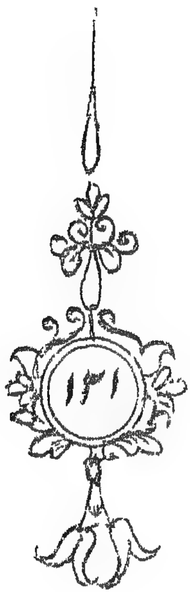
تقریظ در صنعت نثر مرجز از بندۂ عاصی آغا علی تقی غنی متخلص

ایوانِ تخیل مین ۔ تھی انجمنِ شورہ ۔ بیٹھی تھی بڑی دانا ۔ مشہور زمانی کی ۔ تقدیرِ توی قدرت ۔ تدبیرِ جہان آرا
ادراکِ نکو باطن ۔ پیرِ خرد آخر بین ۔ دانشگرِ عقلِ کل ۔ فکرِ ہنر اندیشہ ۔ اندیشۂ حق بینیہ ۔ مین سامنی ان سبکی
اک آئینۂ حیرت ۔ تمکین و تبختر سے ۔ تقدیر کو خاموشی ۔ سب مشورہ مین باہم ۔ سرگرمِ دلاسا نے ۔
تدبیر سے سب بولی ۔ حیرت کا یہ موقع ہے ۔ تیری ہی کمی ہی کچھ ۔ ورنہ ہو غمی ناحق ۔ یون دشمنِ تکلفت
جس سی ہو دل افسردہ ۔ برداشتہ خاطر ہو ۔ تدبیر کی آنکھونسی ۔ یہ سنکی بہی آنسو ۔ بولی کہ کمی کیسی ۔
کی حد کی عرق ریزی ۔ محنت کا دقیقہ بھی کوئی نہ اوٹھا رکھا ۔ تقدیر نی پر اتبک ۔ ہر طرح برائی کی ۔ دل خون
ہوا میرا ۔ جی چھوٹ گیا آخر ۔ تدبیر سی یہ سنکر ۔ سب مشورے والون نی ۔ تقدیر سی کی منت ۔ سر خم
کیے قدمون پر ۔ جوڑی ہوی ہاتھ اپنے ۔ بولی کہ یہ دل خستہ ۔ ناکردہ گنہ عاجز ۔ اب رحم کی قابل ہے
قسمت کو ترس آیا ۔ بس شمس کی یہ فرمایا ۔ کہدو کہ کری مدحت ۔ اوسکی سخن نو کی ۔ جسکا کہ زمانہ ہے





شہرہ ہی سخاوت کا - وہ خسروِ با ہمت - مہرِ فلکِ احسان - دریای گہر بخشی - خاقان ہنر پرور - سلطان سخا گستر
نواب تخلص ہے - خود ظلِ الٰہی ہین - خامہ ہین بھی اونکی سے - شانِ قلمِ قدرت - جب مدح یہ لکھی گا
خدامِ کریم اونکی - فی الفور غنی اسکو اِکدم مین بنا دینگی - تقدیر سی یہ سنکر - کچھ جان مین جان آئی - [illegible]
وہ بدلا - سامان نیا پایا - دیکھا کہ ہی اک گلشن - ہین اوسمین خرامان ن - نہر وفنسی فصاحت کے - گلزار تر و تازہ
گلہای بلاغت کے - پر توشی عشق گلگون - نیرنگِ مضامین کی گھنگھور گھٹا چھائی - غنچونکی چٹکنی مین - غل نغمۂ تحسین کا -
گلہای معانی کی آغوش مین اک مصحف - دیکھا تو وہ مصحف تھا - دیوانِ شہ عادل - ہر سطر کی عملو سہی
آنکھین ہوئین نورانی - مین حمد بجا لایا - پھر پڑہ کی درود اوسکی - محبوب پیمبر پر - دیوان کی خوبی کو
دیکھا تو ہوئی حیرت - گنجینۂ معنی ہے - یا کانِ درِ مضمون - ایمانِ فصاحت ہی - یا جانِ سخن گو ہی
لفظونکی تناسب سی - معشوقونکی اعضا کو - شرمندگی بیجا - ہر مصرع زیبا ہے - محبوب سہی قامت
بندش کی خود آرائی - مسجودِ بلاغت ہی - کیا طبع معلی کو - خالق نی رسائی دی - ہی عرش فصاحت
معراجِ سخن ہر دم - نیرنگ مضامین سی - ہر سمت طلسم ہو - اضداد کہین توام - ممکن کہین ناممکن -
نغمہ ہے کہین نوحہ - نوحہ کہین افسانہ - عیسی ہے کہین قاتل - قاتل کہین جان پرور - جینا ہی کہین جینا
مرنا کہین آسایش - پیکان انیس دل - دل تکیہ گہِ ارمان - غم عیشِ ابد ہی - عشرت ابدی ماتم
بیماری دل صحت - صحت مرضِ مہلک - تریاقِ عراقی سم - سم داروی جان بخشی - رفتار کہین فتنہ
محشر کہین نقشِ پا - محراب کہین ابرو - کعبہ کہین سنگِ در - القصہ کہ حضرت کا - ہمسر نہین اک شاعر
اسطرح کی گویائی - گویا کہ کرامت ہی - اردو مین یہ حضرت کا - دیوان ہوا پنجم - یارب رہی
جسدم تک - دنیا مین سخن باقی - جاہ و حشم و دولت - ہر دم ہون ترقی پر - عمرِ ابدی مونس





لطفِ صمد سی ہمدم ـ سردارِ زمانیکی ـ ہر وقت سلامی ہون ـ حضرت کی غنی کی ہے برائی ہر اک
حسرت ـ دیوان یہ حضرت کا ـ اب تاجِ مطابع مین محنت سی جاگو کی مطبوع ہوا چھپکر ـ ہان اہلِ
بصیرت سی ـ یہ عرض ہی عاصی کی ـ سہو بشریت سی ـ لغزش جو کہین پائین ـ از راہِ خطا پوشی
اظہار سے باز آئین

تمت





CALL No. { ۸۹۱۶ م۳۱
۱۴۴۲۰

ACC. No. ۳۱۹۹۰

AUTHOR نواب کلب علی خان۔

TITLE مضامین رفیع۔

URDU S...



MAULANA AZAD LIBRARY

ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:—

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of **Re. 1-00** per volume per day shall be charged for text-books and **10 Paise** per volume per day for general books kept over - due.